

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيَّ وَسَلِّمُوا وَسَلِّمُوا

(اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ احزاب: ۵۶)

افتتاحیہ

مجموعہ صلوات الرسول مصنفہ خواجہ عبد الرحمن چھووی قادری علیہ الرحمہ

مؤلفہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد سجاد احمد

4336

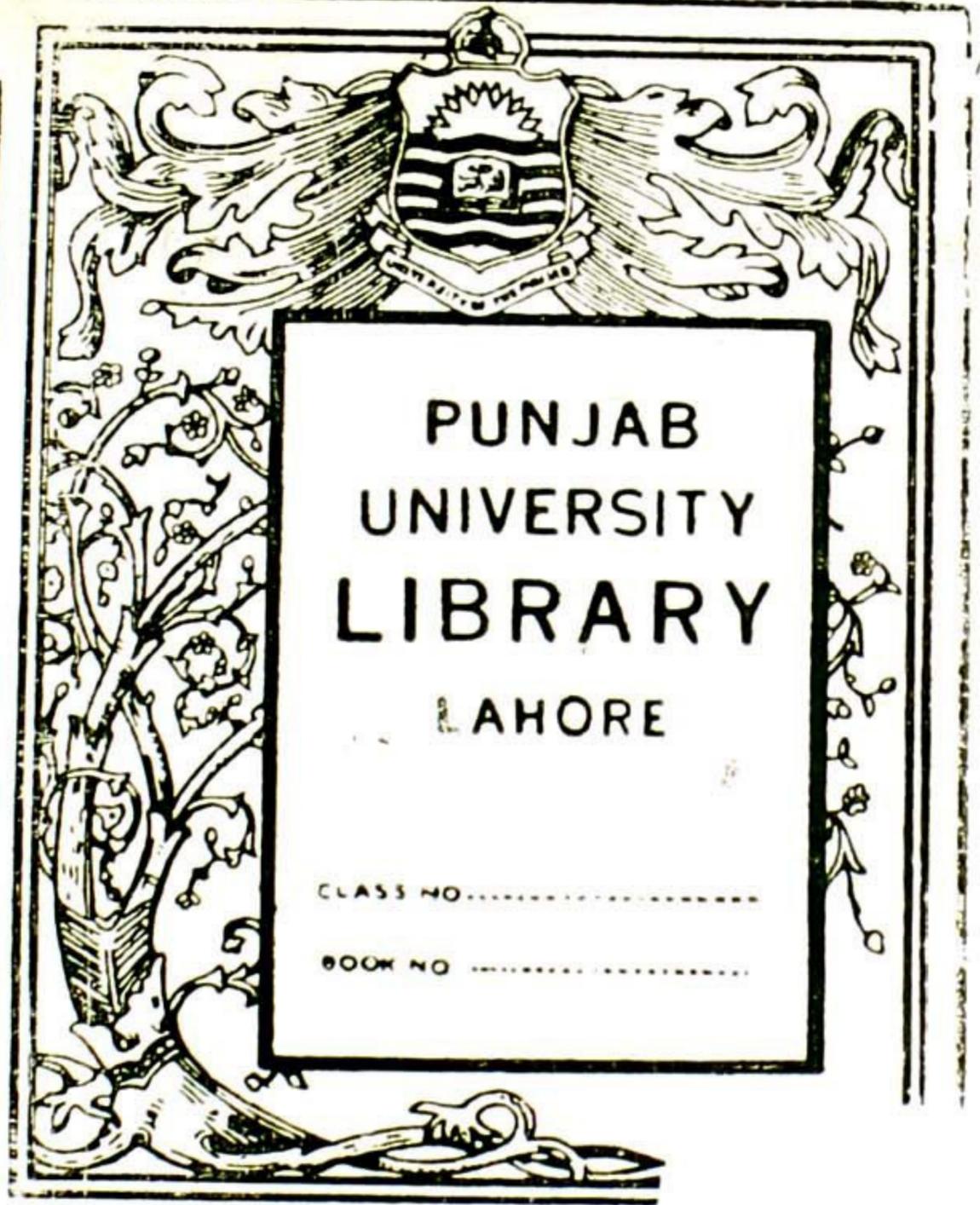
دارۃ المسعودیہ، ۲/۵۶، ای، ناظم آباد، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۲ء

بندی مجدی

نے

مایا



S-369—Punjab University Press—10,000—29-1-2003

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيَّ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

(اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ احزاب: ۵۶)

درود



افتتاحیہ

4336

مجموعہ صلوٰۃ الرسول مصنفہ خواجہ عبد الرحمن چھووی قادری علیہ الرحمہ

مؤلف

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ادارہ مسعودیہ، ۵۶/۲، انارک، لاہور، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۲ء

~~70159~~

جملہ حقوق بحق ادارہ مسعودیہ محفوظ ہیں

87659

افتتاحیہ	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
کمپوزنگ	المختار پبلی کیشنز، کراچی
مطبع	حاجی محمد الیاس مسعودی
ناشر	ادارہ مسعودیہ، کراچی
اشاعت	۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء
طباعت	اول
تعداد	ایک ہزار
ہدیہ	پچاس روپے

واللہ اعلم

۱۔۔۔۔۔ ادارہ مسعودیہ، ۲/۶-۵-ای، ناظم آباد، کراچی

۲۔۔۔۔۔ ضیاء الاسلام پبلی کیشنز، شوگن مینشن، محمد بن قاسم روڈ عیدگاہ، کراچی

۳۔۔۔۔۔ فرید بک اسٹال، ۳۸- اردو بازار، لاہور

افتتاحیہ

محیر عقول الفحول فی بیان اوصاف عقل العقول

المسمی بہ

مجموعۂ صلوة الرسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجه و اصحابہ وسلم

4336

موقف

قدوة السالکین زبدة العارفين حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوروی

قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز

از

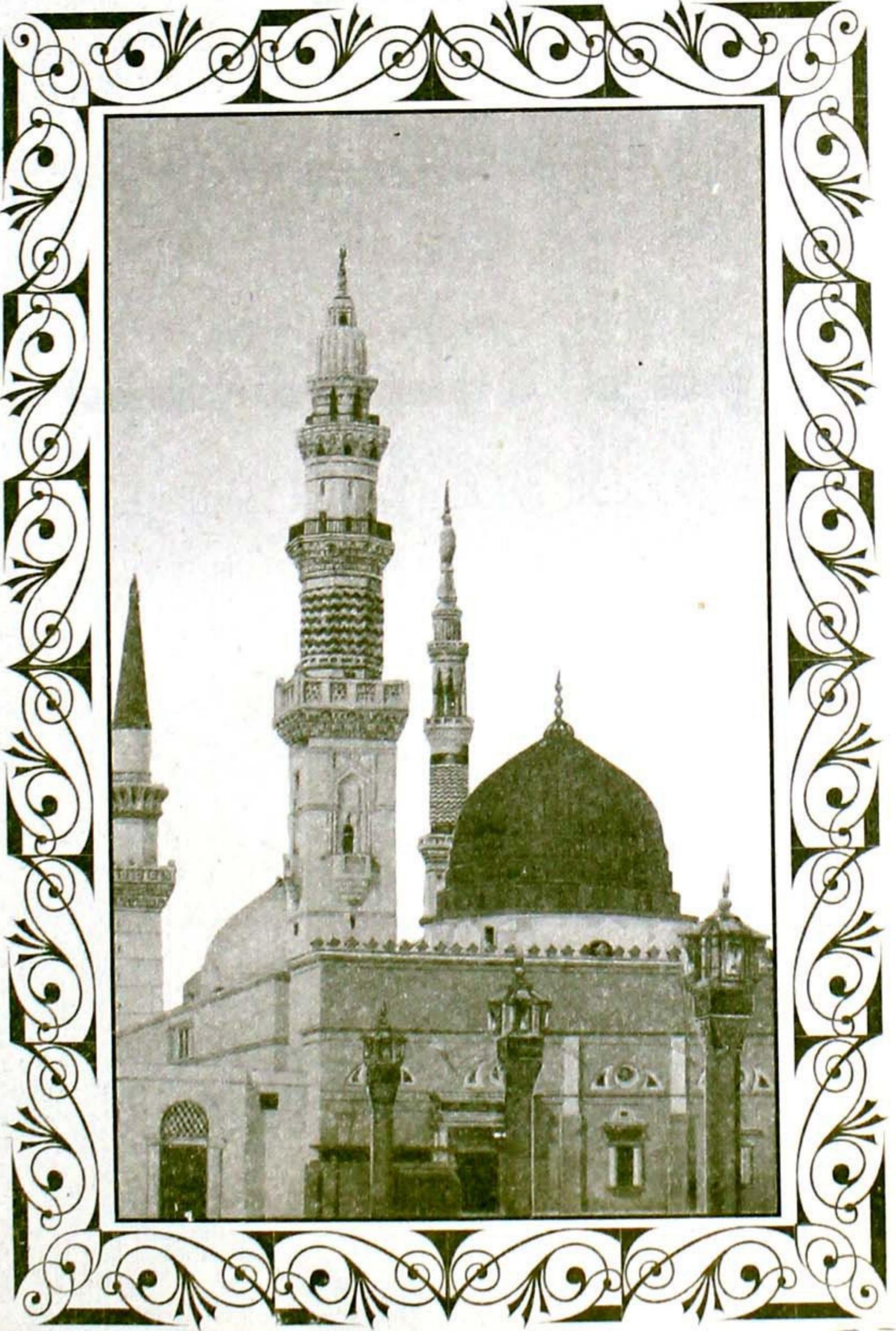
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد



ادارہ مسعودیہ

۲/۶، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی، اسلامی جمہوریہ پاکستان

۲۰۰۲/۵۱۳۲۳



☆.... گنبدِ خضرا.... مدینہ منورہ سعودی عرب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

4338

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ
 یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ
 وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ (سورة الاحزاب، ۵۶)

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں
 اس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان
 والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو



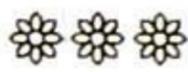
کون و مکان میں چار سو سب کو ہے تیری آرزو
 سب کی نظر کا منتہا تیرے سوا کوئی نہیں

ترتیب

۷	حرف آغاز
۱۳	افتتاحیہ
۱۴	حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوڑوی
	قدس سرہ العزیز
۲۰	حضرت مولانا حافظ سید احمد سربکوٹی
	قدس سرہ العزیز
۵۶	دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ
۶۸	مجموعۃ صلوٰۃ الرسول <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small>
۸۷	الصلوٰۃ والسلام علی سید الانام
۱۲۳	ماخذ و مراجع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

حرف آغاز



۱۹۷۴ء میں یہ عاجز صحرائے تھر (سندھ، پاکستان) کے شہر مٹھی میں وارد ہوا، قحط پڑا ہوا تھا، جانور بھوکے مر رہے تھے، انسانوں کا برا حال تھا۔۔۔۔۔

۱۹۷۵ء کے اوائل میں حضرت مخدومی مولانا سید محمد امیر شاہ گیلانی مدظلہ العالی (پشاور) نے انوار غوثیہ شرح شمائل ترمذی شریف پر مقدمہ لکھنے کی خدمت اس عاجز کے سپرد کی، مقدمہ لکھنے میں جو مصروف ہوا تو رحمت باری نے جوش مارا اور اس قدر بارش ہوئی عمر رسیدہ حضرات کا بیان ہے کہ گزشتہ ۶۰ برسوں میں اس قدر بارش نہیں ہوئی۔۔۔۔۔ بیشک یہ فیضان تھا محبوب رب العالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذکر پاک کا۔۔۔۔۔ رحمت کا یہ عجیب و غریب سماں دیکھ کر مقامی زبان میں ایک بزرگ نے فرمایا:

”پہلے ڈکار ہی ڈکار تھا اور اب شکار ہی شکار ہے“

”یعنی پہلے سراسر قحط تھا اور اب سراسر خوش حالی و فارغ بالی ہے“

۱۹۷۵ء میں یہ عاجز پشاور گیا جہاں محی حضرت مولانا تاج محمد صدیقی

القادری زید عنایتہ کے دولت کدے پر پہلی بار مجموعہ صلوٰۃ الرسول ﷺ کی

زیارت سے مشرف ہوا۔ پھر جب ہری پور ہزارہ جانا ہوا تو برادر عزیز جناب

انعام اللہ بیگ صاحب (ڈائریکٹر ٹیلیفون فیکٹری، ہری پور ہزارہ) کی عنایت

سے حضرت خواجہ عبدالرحمن قدس سرہ العزیز کے مزار اقدس (چھوڑ شریف) پر

حاضر ہو کر مستفیض ہوا، حضرت صاحب زادہ مولانا محمود الرحمن مدظلہ العالی کی

صحبت میں کچھ وقت گزرا، دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ میں بھی جانا ہوا اور علماء

سے ملاقات ہوئی۔۔۔۔۔ لیکن کیا خبر تھی کہ یہ ملاقاتیں اور زیارتیں کرم خاص کی

تمہید بن جائیں گی، سچ ہے۔

رحمت حق بہانہ می جوید

اے جذبہٴ محبت تیرے آگے مسافتیں معدوم ہو جاتی ہیں۔۔۔۔۔

زماں و مکاں کے فاصلے سمٹ جاتے ہیں۔۔۔۔۔ ماہ و سال طیور آوارہ کی مانند

اڑتے پھرتے ہیں۔۔۔۔۔ نہ مکاں کی کوئی حقیقت نہ زماں کی کوئی حقیقت۔۔۔۔۔

ایک حقیقت کے سامنے سب بے حقیقت ہو کر رہ جاتے ہیں۔۔۔۔۔

ہاں جذبہٴ محبت اپنی کرامت دکھاتا ہے اور کرم خاص کا آغاز ہوتا ہے

۔۔۔۔۔ اپریل ۱۹۷۷ء میں حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ گیلانی مدظلہ العالی کے

ایماں پر مکرمی حضرت مولانا تاج محمد صدیقی القادری زید عنایتہ، (پشاور) نے

مجموعہ صلوٰۃ الرسول (ﷺ) پر مقدمہ لکھنے کے لئے اس عاجز کو لکھا۔۔۔۔۔ نہ
انکار کرتے بن پڑی اور نہ اقرار کرتے۔۔۔۔۔

کس قدر حسن بھی مجبور کشاکش ہے کہ آہ!
سر جھکائے نہ بنے آنکھ اٹھائے نہ بنے

انکار کیوں کرتا کہ اُس رحیم و کریم علیہ التحیہ والتسلیم کا ذکر راحت جان و دل ہے۔

مری زباں ، مرا دھن ، مرا قلم ، مرا سخن
بہ ذکر شاہ دوسرا ، بہ نام شاہ دوسرا

اور اقرار کیسے کرتا، ایک بندہ گنہ گار و سیہ کار اور وہ بلند و بالا چوکھٹ!
۔۔۔۔۔ ایک جاہل و بے علم غلام اور وہ عالی مقام!۔۔۔۔۔ کہوں تو کیا کہوں،
لکھوں تو کیا لکھوں؟۔۔۔۔۔ مگر جو جذبہ صادقہ دیتے ہیں، لوح و قلم بھی دیتے
ہیں۔

یہ مری زیست ، مری جاں ، مری عزت ، مرا علم
ہے ترے نام کا صدقہ مکی مدنی

قلم جو اٹھایا تو رحمت باری نے ساتھ دیا۔۔۔۔۔ روح القدس نے
ساتھ دیا۔۔۔۔۔ اس عاجز نے کچھ نہ لکھا، لکھوایا گیا۔۔۔۔۔ یہ انہیں کا کرم ہے
۔۔۔۔۔ یہ انہیں کی عنایت ہے۔

مان مدحت محمد اہمقالتی
لکن مدحت مقالتی محمدا

مقدمہ کی تسوید کا کام گورنمنٹ کالج، مٹھی (سندھ) کے زمانہ قیام میں ۱۹۷۷ء میں مکمل کیا۔ پھر تہیض کا بیشتر کام سندھ مذکور میں مٹھی ہی میں کیا اس کے بعد ۱۹۷۸ء میں جب گورنمنٹ کالج، سکرنڈ (سندھ) تبادلہ ہو گیا تو باقی کام یہاں کیا اور بفضلہ تعالیٰ مقدمہ مکمل ہو گیا۔

مجموعہ صلوٰۃ الرسول (ﷺ) پہلی بار تقریباً ۱۹۳۳ء میں حضرت خواجہ عبدالرحمن قدس سرہ العزیز کے ایماء پر آپ کے خلیفہ حضرت مولانا حافظ سید احمد سریکوٹی علیہ الرحمہ اور مریدین بنگال و رنگون کی مساعی جمیلہ سے منظر عام پر آیا۔۔۔۔۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی ہدایت پر مولانا عصمت اللہ سریکوٹی علیہ الرحمہ نے فضائل درود شریف اور آداب تلاوت وغیرہ سے متعلق ایک مقدمہ تحریر فرمایا جس میں حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے حالات مبارکہ اور شجرے وغیرہ شامل کر کے زیادہ جامعہ اور وسیع بنا دیا، یہ مقدمہ پہلے اور دوسرے ایڈیشن میں شامل رہا جو ۱۹۵۳ء میں حضرت سید امیر شاہ گیلانی مدظلہ العالی پشاور کے اہتمام میں شائع ہوا جس میں ڈھا کہ اور چانگام کے برادران طریقت نے تعاون کیا۔۔۔۔۔ تیسری بار مجلس رحمانیہ احمدیہ سنہ ۱۹۷۲ء میں اشاعت ہوئی۔۔۔۔۔ چوتھی بار ۱۹۹۵ء میں اشاعت ہوئی جس

میں چائنگام کے حاجی عبدالجبار صاحب المعروف یونس کمپنی والوں نے بھرپور تعاون کیا۔۔۔۔۔ یہ ایڈیشن آرٹ پیپر پر چھ جلدوں میں شائع ہوا ہے۔۔۔۔۔ نہایت ہی حسین و جمیل اور قابل دید۔۔۔۔۔ اس ایڈیشن میں اردو ترجمہ بھی شامل ہے جو حضرت سید محمد طیب شاہ صاحب قادری ابن حضرت سید احمد شاہ سریکوٹی کی نگرانی میں ہوا، ابھی بائیس پاروں کا ترجمہ ہوا تھا کہ آپ وصال فرما گئے۔۔۔۔۔ باقی کام آپ کے صاحبزادگان حضرت سید محمد طاہر شاہ صاحب اور حضرت سید محمد صابر شاہ مدظلہ العالی کی نگرانی میں ہوا۔۔۔۔۔ اردو ترجمہ فاضل جلیل، استاذ العلماء ابو الحسنات حضرت علامہ محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی نے بڑی جانکاہی سے کیا۔۔۔۔۔ آپ نے گولڑہ شریف سیال شریف اور بندیاں شریف وغیرہ سے درسیات مکمل کیں۔۔۔۔۔ خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہوئے۔۔۔۔۔ دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام (سیال شریف) جامعہ نعیمیہ (لاہور) رکن الاسلام جامعہ مجددیہ (حیدرآباد) جامعہ نظامیہ رضویہ (لاہور) میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیئے اور شیخ الحدیث رہے۔۔۔۔۔ آج کل جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام (سرگودھا) کے مہتمم اور شیخ الحدیث ہیں۔۔۔۔۔ ۱۷ فروری ۲۰۰۲ء برادر محمد نظام الدین قادری نے اس چوتھے ایڈیشن کی پہلی جلد عنایت فرمائی جس سے فقیر نے استفادہ کیا۔۔۔۔۔ پھر کچھ معلومات محمد خالد مسعودی نے فراہم کیں فجزا ہما اللہ احسن الجزاء۔۔۔۔۔ اس افتتاحیہ کی طباعت کی تاخیر میں ایک یہ بھی حکمت معلوم ہوتی ہے کہ اس میں مزید اضافے ہو گئے۔۔۔۔۔ یہ افتتاحیہ مجموعہ

صلوٰۃ الرسول کے ساتھ اشاعت کے لئے لکھا گیا تھا مگر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ یہ الگ شائع ہو۔۔۔۔۔ جن جن حضرات نے اس افتتاحیہ کی طباعت و کتابت اور مواد کی فراہمی میں حصہ لیا ہے مولائے کریم ان کو دارین کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے اور سب کے طفیل اس عاجز کی مغفرت فرمائے اور اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر و فکر میں مشغول رکھے۔ آمین!

وشغل بالحبيب بكل حال
احب الی من شغلی بحالی

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

گورنمنٹ سائنس کالج

سکرند (ضلع نواب شاہ، سندھ)

۵ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ / ۱۳ فروری ۱۹۷۸ء

(ترمیم و اضافہ صفر المظفر ۱۳۲۳ھ / ۲۰۰۲ء)



از

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ابن

مفتی اعظم ہند شیخ الاسلام حضرت علامہ شاہ
محمد مظہر اللہ قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز

سکرند

(ضلع نواب شاہ، سندھ، پاکستان)

۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء

(ترمیم و اضافہ ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء)

حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوڑوی

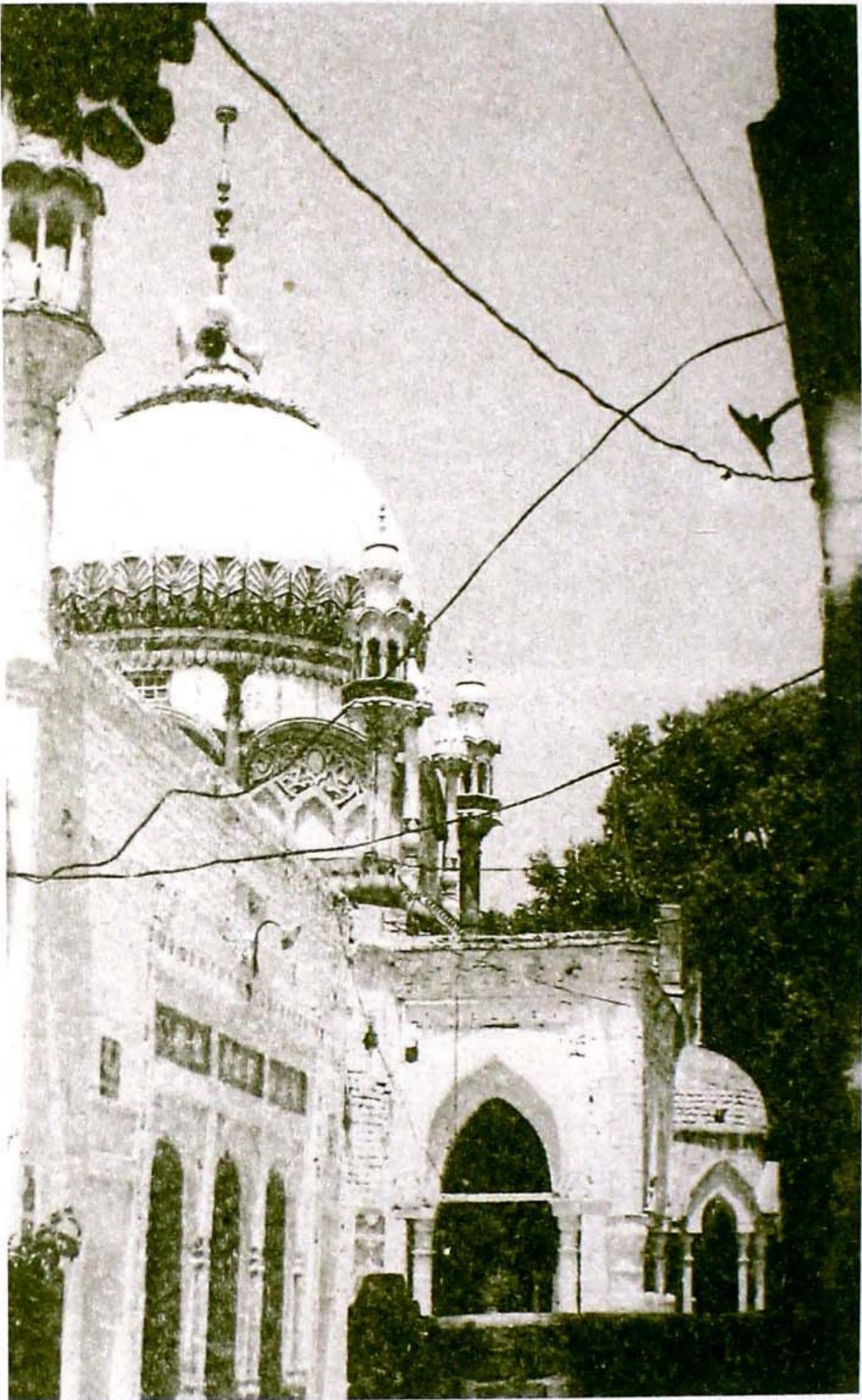
قدس سرہ العزیز

(متوفی ۱۳۲۲ھ/۱۹۲۳ء)

فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ
 فقر ہے میروں کا میر، فقر ہے شاہوں کا شاہ
 علم کا مقصود ہے پاکی عقل و خرد
 فقر کا مقصود ہے عفت قلب و نگاہ
 علم فقیہ و حکیم، فقر مسیح و کلیم
 علم ہے جو یائے راہ، فقر ہے دانائے راہ
 فقر مقام نظر، علم مقام خبر
 فقر میں مستی ثواب، علم میں مستی گناہ
 علم کا موجود اور فقر کا موجود اور
 اشہد ان لا اله، اشہد ان لا اله

چڑھتی ہے جب فقر کی سان پہ تیغ خودی
 ایک سپاہی کی ضرب کرتی ہے کار سپاہ
 دل اگر اس خاک میں زندہ و بیدار ہو
 تیری نگہ توڑ دے آئینہ مہر و ماہ

اقبال



روضہ مبارک غوث الزمان خلیفہ شاہ جیلان
حضرت خواجہ محمد عبدالرحمان چھوہروی رحمۃ اللہ علیہ
دربار عالیہ قادریہ چھوہر شریف ہری پور۔ پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ



حضرت خواجہ عبدالرحمن قدس سرہ العزیز نسباً علوی، مسلکاً حنفی، اور
مشرکاً قادری تھے۔۔۔۔۔ ۱۳۶۲ھ / ۱۸۳۶ء میں چھوڑ شریف (ہری پور ہزارہ
پاکستان) میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی (۱)۔۔۔۔۔ قرآن کریم کے
علاوہ کسی سے کچھ نہیں پڑھا، اُمی تھے مگر دل و دماغ روشن، دانش نورانی سے
منور، قدرت الہی کی عظیم نشانی۔۔۔۔۔

ابھی ۸ سال کے تھے کہ والد ماجد حضرت خواجہ خضری علیہ الرحمہ
وصال فرما گئے۔۔۔۔۔ جس کو مولیٰ تعالیٰ براہ راست اپنی کفالت میں لیتا ہے اس
کو دنیا میں یوں بے آسرا بنا دیتا ہے اور اپنی ایسی لگن عطا فرماتا ہے کہ دنیا دیکھتی
رہ جائے۔۔۔۔۔ والد ماجد کے وصال کے بعد حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے
ریاضات و مجاہدات کی طرف توجہ فرمائی اور چھوٹی عمر میں ایسی سخت چلہ کشی کی
جو اہل دنیا کے لئے ناقابل فہم ہے اور اہل باطن کے لئے موجب حیرت و
استعجاب۔۔۔۔۔ چلہ کشی کے بعد شیخ کامل کی تلاش میں سابق ریاست سوات
کے دارالحکومت سید و شریف پہنچے وہاں شیخ الاسلام حضرت خواجہ عبدالغفور علیہ

الرحمہ المعروف بہ اخون صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے دیکھتے ہی بیساختہ ارشاد فرمایا:

یہی ہے ، یہی ہے ، یہی ہے ! (۲)

سبحان اللہ !

گرفردوس برروے زمین است

ہمین است و ہمین است و ہمین است

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت اخون صاحب علیہ الرحمہ، حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کے منتظر تھے۔۔۔ حضرت اخون صاحب علیہ الرحمہ نے دعا فرمائی جس کے اثرات حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے محسوس کئے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

”جس وقت اخون صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست

مبارک دعا کے لئے اٹھائے تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ ساتوں

آسمانوں کا بوجھ میرے اوپر آ گیا ہے اور جب دعا سے فارغ

ہوئے تو وہ بوجھ وسعت فرحت و انبساط کے ساتھ بدل گیا“ (۳)

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے حضرت اخون صاحب علیہ الرحمہ سے

بیعت کی درخواست کی تو آپ نے دریافت فرمایا:

”رات کو خواب میں کچھ دیکھا ہے“ (۴)

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ عرض کیا:

”جس مقام پر چلہ کیا کرتا ہوں وہ جگہ دیکھی ہے“ (۵)

حضرت اخون صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا:

”اسی جگہ میں جا کر قیام پذیر ہو جائیے، کہیں مت جائیے آپ کے

پیر صاحب آپ کے مکان پر آ کر آپ کو مرید فرمائیں گے“ (۶)

چنانچہ ایسا ہی ہوا جب آپ واپس چھوڑ شریف پہنچے تو کچھ عرصہ کے

بعد کشمیر سے حضرت یعقوب شاہ گنی چھتری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہری پور ہزارہ

تشریف لائے اور حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے دولت خانے پر تشریف لا کر

بیعت فرمایا اور آپ کے حضرت والد ماجد خواجہ خضری علیہ الرحمہ کا جانشین بنا کر

اجازت و خلافت سے نوازا۔۔۔۔۔

حضرت خواجہ کو سلاسل عالیہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ کے

علاوہ اور بہت سے سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل تھی مثلاً اکبریہ، کبرویہ،

شاذلیہ، جنیدیہ، رفاعیہ، بدویہ، مداریہ، دسوقیہ، خلوتیہ، ادریسیہ، وغیرہ وغیرہ

۔۔۔۔۔ یہاں سلسلہ عالیہ قادریہ کے شیوخ طریقت کا ذکر کیا جاتا ہے:

طریقة القادرية العالیہ المحبویة الکنگالیہ

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، حضرت

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ، حضرت امام موسیٰ

کاظم رضی اللہ عنہ، حضرت امام موسیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت خواجہ معروف کرخی،

حضرت خواجہ ابی الحسن السری السقطی، حضرت جنید بغدادی، حضرت ابی بکر جعفر

بن یوس التبلی، حضرت خواجہ عبدالواحد التیمی، شیخ ابی الفرج الطرطوسی، شیخ ابی الحسن علی الہنکاری، شیخ ابی سعید علی المبارک الخزومی، حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی، شیخ عبدالرزاق، شیخ ابی صالح نصر، حضرت شیخ سید شہاب الدین، شیخ شرف الدین یحییٰ قطب، شیخ شمس الدین محمد، شیخ علاؤ الدین علی، شیخ بدر الدین حسین، شیخ شرف الدین یحییٰ ثانی، خواجہ سید شرف الدین قاسم خواجہ سید احمد، خواجہ سید حسین، خواجہ سید عبدالباسط، حضرت سید عبدالقادر ثانی، سید محمود رضی، خواجہ سید عبداللہ شاہ، حضرت شاہ عنایت اللہ (۸)، شیخ حافظ احمد، شیخ عبدالصبور خواجہ سلطان گل محمد، خواجہ شیخ محمد رفیق، خواجہ شیخ عبداللہ، شیخ محمد انور شاہ، شیخ محمد یعقوب، حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوڑوی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین! (۹)

حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوڑوی علیہ الرحمہ کے علمی اور روحانی مدارج کا کیا ذکر کیا جائے عاشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔۔۔۔۔ گرمسئی عشق سے سینہ مبارک پر سوز تھا۔۔۔۔۔ جو اہل عقل کے لئے ناقابل فہم سہی مگر اہل دل کے لئے قابل فہم ہے۔

یہ نشان عشق ہیں جاتے نہیں

داغ ”اپنے سینے“ کے عبث دھوتا ہے کیا!

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے جلیل القدر خلیفہ حضرت مولانا حافظ سید

احمد سریکوٹی علیہ الرحمہ آپ کے روحانی مدارج کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اپنے کمالات کو چھپاتے تھے، اس بارے میں اللہ پاک نے

آپ کو ایسا ملکہ عطا کیا تھا کہ آپ کا درد، آپ کا عشق، آپ کا عرفان، آپ کے کمالات ظاہری و باطنی من کل الوجوه پردہٴ خفا میں رہے۔ اپنی زبان مبارک سے کبھی نہیں فرمایا کہ میں کچھ جانتا ہوں۔۔۔۔۔ اولیاء اللہ کی عادت ہوتی ہے کہ احیاناً جذبے میں آ کر کچھ نہ کچھ زبان سے کہتے ہیں، دعایا بدعا کر دیتے ہیں جس سے ان کے جذبات و کمالات ظاہر ہو جاتے ہیں اور مخلوق ان کی معتقد ہو جاتی ہے مگر حضور پر نور اپنے افعال، اپنے صفات، اپنے جذبات اور اپنے تمام کمالات کے اظہار و عدم اظہار پر قدرت تامہ رکھتے تھے“ (۱۰)

ایک مکتوب گرامی میں حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے علمی مقامات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”عصر حاضر کی پیران طریقت میں ہمارے اور آپ کے ہادی و رہبر قدس اللہ سرہ العزیز بے مثل و بے نظیر ہیں، حضور کے کمالات، علم ظاہری و باطنی کا آئینہ، حضور کی کتاب مجموعہ صلوة الرسول ہے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب، ازل وابد، دنیا و آخرت، دوزخ و جنت، کمالات انسانی و ملکی، کردار و اعمال جنتی و عزازیلی، علوم اولین و آخرین، لوح محفوظ، عرش کرسی، مکونات ارضی و عجائبات سماوی وغیرہ کل موجودات پر آپ کا علم ایسا حاوی ہے جیسا انسان اپنی آنکھوں سے اپنی ہتیلی غور

سے ملاحظہ کرے۔ (۱۱)

حضرت حافظ احمد سریکوٹی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے تصرفات باطنیہ کا یہ حال تھا کہ جس شخص میں جو کیفیت پیدا کرنا چاہتے ادنیٰ توجہ سے پیدا کر دیتے۔۔۔۔۔ انسان تو انسان، حیوانات بلکہ نباتات پر آپ کا تصرف تھا۔۔۔۔۔ اس سلسلے میں یہ واقعہ قابل توجہ ہے، حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں:

”گزشتہ سال (۱۹۲۳ء) جب میں وطن کو گیا، حضور پر نور کے وصال کو ایک مہینہ ہو چکا تھا، دربار گہر بار میں مریدین و مخلصین جمع تھے، ایک شخص میرے قریب رو رہا تھا، انہوں نے مجھ سے دریافت کیا ”تم کہاں سے آئے ہو؟“ میں نے کہا ”رنگون سے آیا ہوں“، وہ اشارہ کر کے فرمانے لگے ”اس درخت کو جب دیکھتا ہوں، مجھے رونا آ جاتا ہے“ (۱۲)

واقعہ یہ ہے کہ جو صاحب اشکبار تھے، ان پر نیند کا کافی غلبہ رہتا تھا، ایک روز حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے ان کو چند تحائف دیئے اور فرمایا حرمین شریفین روانہ ہو اور وہاں فلاں فلاں صاحب کو یہ تحفے دے آؤ۔۔۔۔۔ شخص مذکور یہ ہدایت سن کر پریشان ہوئے اور اس اندیشہ نے ستایا کہ کہیں نیند کے غلبے کی وجہ سے کوئی حادثہ پیش نہ آ جائے، وہ کارواں سے پکھڑ جائیں اور یہ ذمہ داری پوری نہ کر سکیں،۔۔۔۔۔ خیر، سفر کی تیاری کی، حضرت خواجہ علیہ الرحمہ مشایعت کے لئے تھوڑی دور تشریف لائے اور شہوت کے اس درخت کو

مخاطب لڑکے فرمایا:

”اے توت اس شخص کی نیند کو اپنے پاس امانت رکھ لو“ (۱۳)

خدا کی شان پورے سفر میں نیند غالب نہ ہوئی، معمولی اونگھ آ جاتی اور بدن ہلکا ہو جاتا، سارے رستہ یہی کیفیت رہی، خیر و عافیت سے حج کیا اور حرمین شریفین میں حاضری دے کر تحائف، متعلقہ حضرات کی خدمت میں پیش کئے۔۔۔۔۔ جب واپس چھوڑ شریف پہنچے تو حضرت خواجہ نے دریافت فرمایا:

”تم نے اپنی امانت لے لی؟“ (۱۶)

اتنا فرمانا تھا کہ نیند نے پہلے کی طرح غلبہ کیا اور جی بھر کے سوئے۔۔۔۔۔ اللہ اکبر! غیر ذوی العقول نباتات اور غیر محسوسات میں نیند پر بھی آپ کے تصرفات تھے۔۔۔۔۔ انہیں تصرفات باطنیہ کی وجہ سے ہزاروں میل دور رنگون اور بنگال میں غائبانہ بیعت ہونے والے دیکھتے دیکھتے نیکوکار، تہجد گزار اور اولیاء کا ملین بن گئے۔

حضرت حافظ سید احمد سریکوٹی علیہ الرحمہ ۱۹۲۰ء میں تبلیغ اسلام اور اشاعت سلسلہ قادریہ رحمانیہ کے لئے رنگون (برما) تشریف لے گئے۔ اس وقت تک آپ کو اجازت و خلافت نہیں ملی تھی۔۔۔۔۔ آپ نے وہاں حضور خواجہ علیہ الرحمہ کے محامد و محاسن بیان فرمائے، لوگوں میں بیعت کا شوق پیدا ہوا، حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے اپنا رومال بھیج دیا اور سب لوگ اس پر بیعت ہو گئے، سب کی دنیا بدل گئی۔ سبحان اللہ!

87654

بخلوت اند و کمند بہ مہر و ماہ پچند

بخلوت اند و زمان و مکاں در آغوش اند

اس اجمال کی تفصیل خود حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ کی زبانی سنئے :

”میں جب رنگون آیا اور یہاں کے بعض لوگوں سے محبت ہوئی

تو کبھی کبھی حضور پر نور کے کمالات کا تذکرہ ان کے سامنے کر لیا

کرتا، رفتہ رفتہ یہاں کے لوگوں کو حضور پر نور کے ساتھ غائبانہ

محبت ہو گئی، یہاں تک کہ بعض نے بیعت کی خواہش ظاہر کی،

میں نے آپ کی خدمت اقدس میں ایک خط لکھا کہ یہاں کے

لوگ آپ سے بیعت ہونا چاہتے ہیں مگر درواز ملک کا معاملہ

ہے اگر بذریعہ خط ان کو بیعت فرمایا جائے تو

بر کریمیاں کار ہادشوار نیست

”کچھ ایام بعد حضور نے بذریعہ ایک صحیفہ مکرمہ مطہرہ مجھے تسلی

فرمائی کہ گھبراؤ مت، میں ایک ”رومال بیعت“ عنقریب

تمہاری طرف روانہ کروں گا، جو شخص تہجد کی نماز پڑھ کر اسی

مصلے پر رو برو قبلہ ہو کر رومال پر ہاتھ رکھ دے اور خدا اور رسول کو

اپنے پاس حاضر جان کر اپنے ہاتھ پر لکھا ہوا ہے تو بہ کر لے تو اس

کی بیعت اللہ پاک منظور فرمائے گا

چنانچہ حضور پر نور قدس سرہ العزیز نے لائل سفید کا ایک رومال میرے

نام پر ارسال فرمایا، جس وقت رومال مبارک پہنچا لوگ حضور سے مرید ہونے

لگے، رفتہ رفتہ لوگوں میں اس بات کا چرچا ہونے لگا کہ پیر صاحب تو ملک پنجاب ضلع ہزارہ مقام چھوڑ شریف میں تشریف فرما ہیں اور لوگوں کو بذریعہ رومال کے رنگوں میں بیعت کرتے ہیں، تعجب کی بات ہے۔

مقام حیرت ہے کہ شراب خوار، بدکار، فاسق فاجر جب رومال پر ہاتھ رکھ کر مرید ہو جاتا ہے تو نماز گزار، نیکو کار، تہجد گزار بن جاتا ہے اور اس کے چہرے پر نور ایمان کی ملاحظت و خوبصورتی دیکھ کر اوروں کو رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔

ایک مرتبہ مجلس پاک میں حضور شاہنشاہ چھوڑوی قدس اللہ سرہ العزیز نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:

قرب جانی رابعد مکانی نیست

میں حیران ہوں کہ یہ بے ربط جملہ حضور والا نے کیوں فرمایا؟ لیکن رنگوں میں آ کر اس مختصر جملے کے مطالب و معانی اور ”قرب جانی“ کی شرح اور ”بُعد مکانی“ ارضی کا انقطاع کلی یہ ایسے امور ہیں کہ بحر محیط کو کوزے میں آپ نے بند کر دیا ہے۔ (۱۵)

حکومت پاکستان کے سابق مرکزی وزیر تعلیم جناب فضل القادر چودھری مرحوم کے بزرگ بھی حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے رومال پر بیعت ہوئے تھے۔ چنانچہ چودھری صاحب مرحوم کہتے ہیں:

”ہماری بزرگوں کی بیعت حضرت غوث الزماں خواجہ محمد

عبدالرحمن علوی قادری چھوڑوی کے رومال پر رنگوں میں ہوئی

اور دوسری جنگ عظیم کے بعد حضرت باجی علیہ الرحمہ (خواجہ عبدالرحمن) کے خلیفہ اعظم الحاج حافظ سید احمد سریکوٹی کے ہاتھوں پر بیعت شرع ہوئی۔۔۔۔۔ بڑے سے بڑا سیاسی لیڈر بھی ہمارے اس رشتے کو نہیں توڑ سکتا، جب تک یہ روحانی رشتے موجود ہیں، مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان سے جدا نہیں کر سکتا، (۱۶)

حقیقت یہ ہے کہ اب ظاہری علیحدگی کے باوجود، سب کے دل ایک ہی سینے میں دھڑکتے ہیں اور اس کا زندہ ثبوت مجموعہ صلوٰۃ الرسول کی طباعت ہے جو سراسر سابق مشرقی پاکستانی بھائیوں کی فراخ حوصلگی، دریا دلی، اور محبت و خلوص کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔۔۔۔۔ کوئی ہے جو اس رشتہ محبت کو قطع کر سکے؟۔۔۔۔۔ یہ رشتہ محبت، دست قدرت کے اختیار و اقتدار میں ہے۔۔۔۔۔ یہاں کسی سیاسی لیڈر کا گزر نہیں ہے (۱۶)

بریدین نرود ذوق تواز اندیشہ ما

سالہا پنچہ بہم دادہ رگ و ریشہ ما

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کا حلقہ مریدین و مخلصین بہت وسیع ہے، آپ کی ذات گرامی سے نہ صرف بھارت، بلکہ افغانستان، کشمیر، افغانستان، پاکستان، ہندوستان، بنگال اور بھارت میں سلسلہ عالیہ قادریہ کو بہت فروغ حاصل ہوا، ایک اندازے کے مطابق صرف بنگال اور بنگال میں آپ کے سلسلے کے تین لاکھ مریدین موجود ہیں اور خدمت دین میں مصروف ہیں،

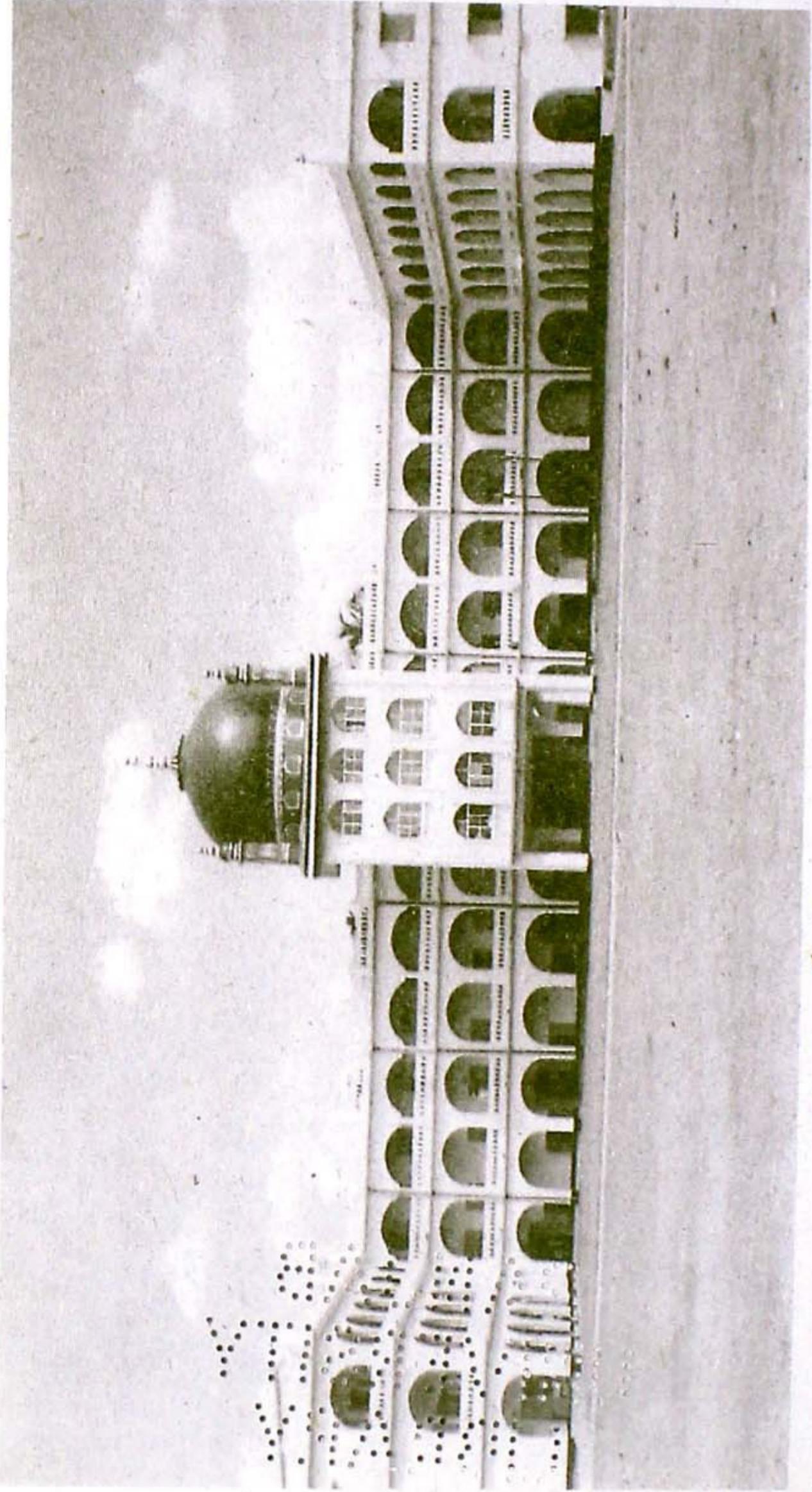
حضرت سید احمد سرکیوٹی علیہ الرحمہ اور مندرجہ ذیل دینی ادارے مدارس انہیں حضرات کی کوششوں سے صاحب زادہ محمد طیب شاہ علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں قائم ہوئے:

- (۱) انجمن شورائے رحمانیہ، ۱۹۲۵ء (رنگون، برما)
- (۲) جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ، ۱۹۵۳ء (چائگام، بنگلہ دیش)
- (۳) جامعہ قادر یہ طیبہ عالیہ ۱۹۶۸ء (ڈھاکہ، بنگلہ دیش)
- (۴) جامعہ طیبیہ ودودیہ اسلامیہ ۱۹۷۶ء (چندرگھونہ، بنگلہ دیش)
- (۵) مدرسہ طیبیہ اسلامیہ سنیہ ۱۹۷۵ء (حوالی چائگام، بنگلہ دیش)
- (۶) مدرسہ طیبیہ حافظیہ (کالورگھاٹ، چاندگاؤں، بنگلہ دیش)

یہ مدارس عربیہ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے مسلک کے فروغ و اشاعت کے لئے قائم کئے گئے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا مسلک سلف صالحین اہل سنت و جماعت ہی کا مسلک ہے، کوئی دوسرا مسلک نہیں۔

حضرت خواجہ عبدالرحمن علیہ الرحمہ عبادات و معاملات و اخلاق میں اتباع نبوی ﷺ کو ہمہ وقت پیش نظر رکھتے تھے، محبت کا حال اتباع سے معلوم ہوتا ہے۔۔۔۔۔ قول سے نہیں ہمیں عمل سے محبت چمکتی اور قول میں بھی اسی وقت

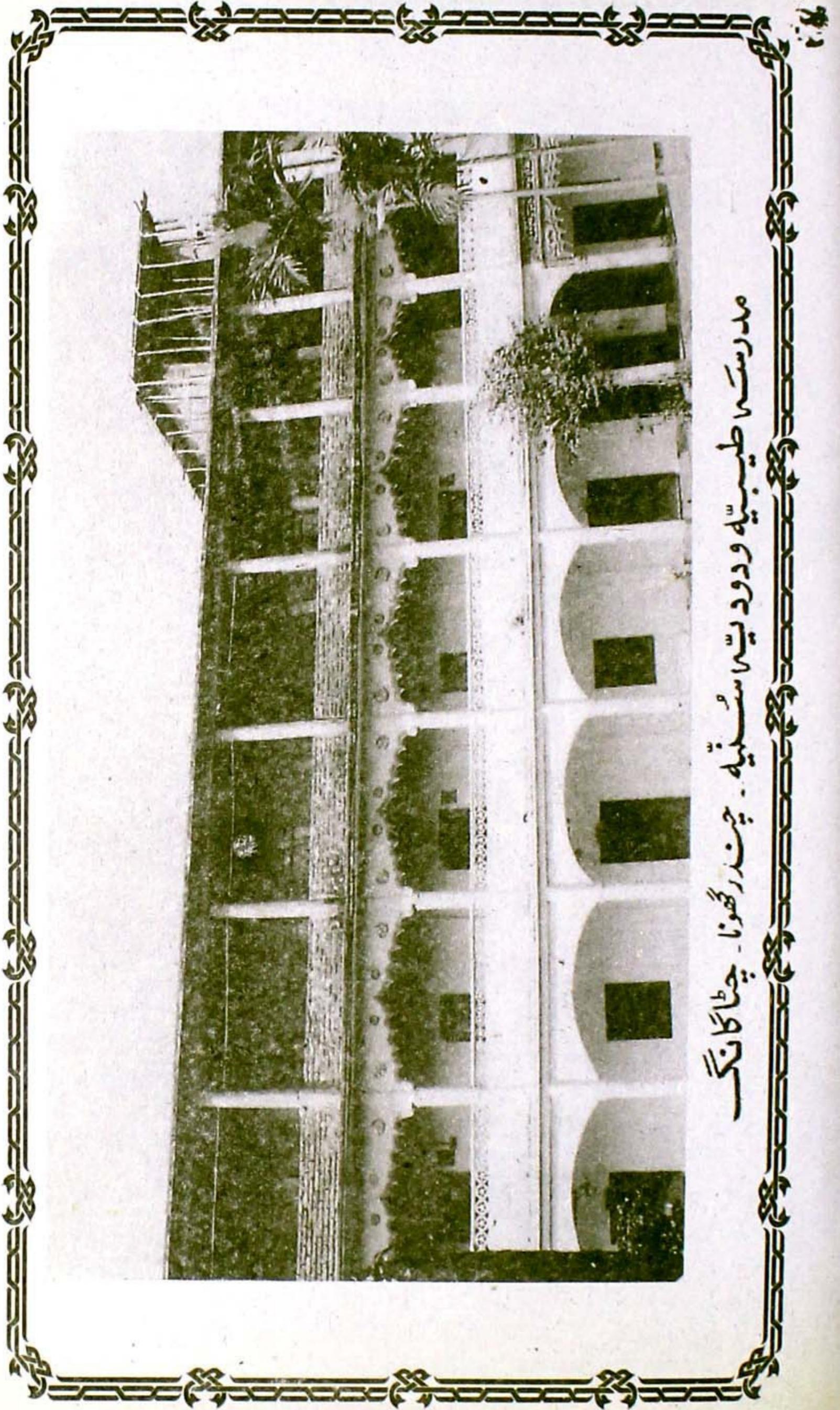
ان مدارس کے علاوہ اور کئی مقامات پر نذر ازل عربیہ قائم ہے کہہ کر اپنی (پاکستان) میں دارالعلوم قادریہ طیبیہ صابریہ، مدرسہ قادریہ سیدیہ صابریہ اور خانقاہ قادریہ طیبیہ صابریہ قائم ہیں۔



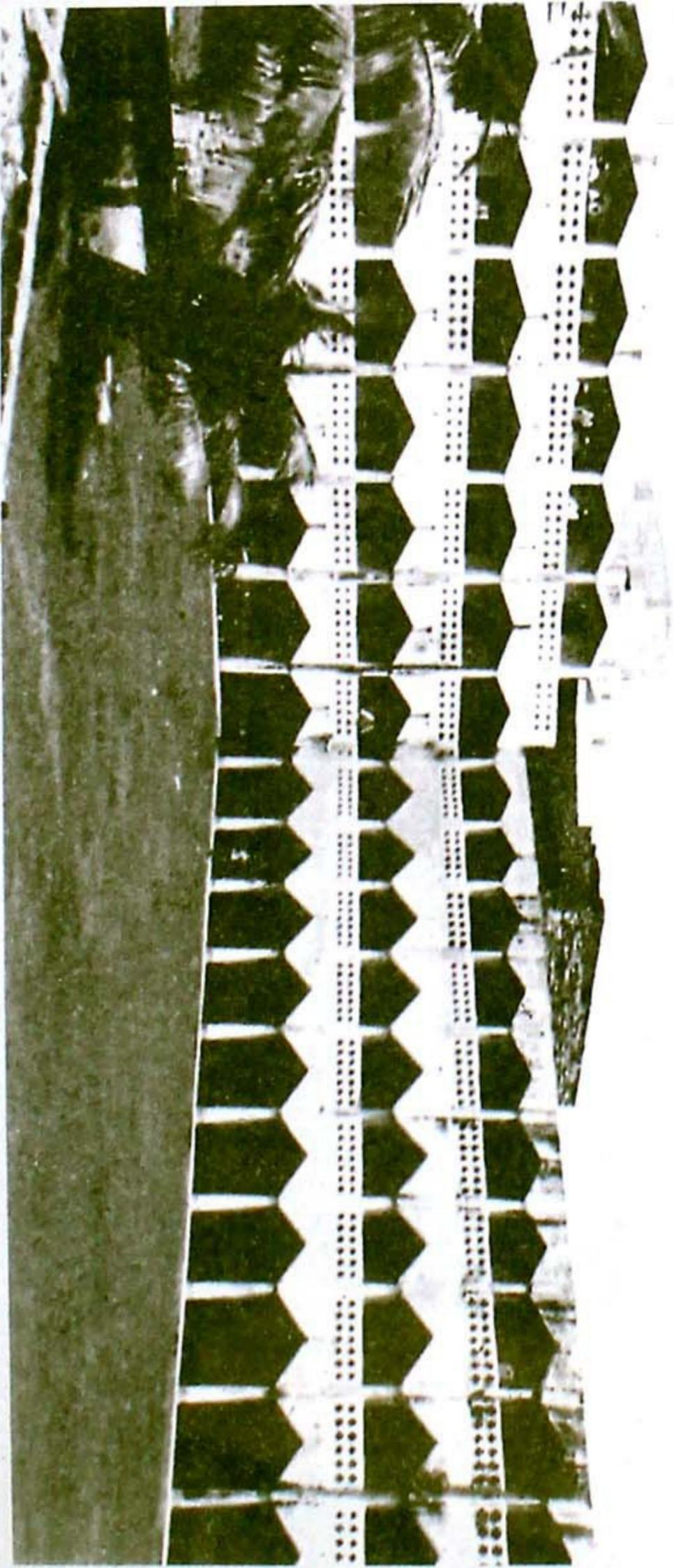
مدارسہ طیبیہ اسلامیا سنیہ چٹاگانگ (بیرونی منظر)



مدارسکما طیبیتہ سنیہ چٹاگانگ (انڈیائی منظر)



مدارس طیبیہ و دود پتہ سڈنیہ۔ چند رکھونا۔ چٹاگانگ



مدارس کس و تلم و سیریه طیبیہ محترمہ پور ڈھاکہ

تاثير پيدا ہوتی ہے جب زندگی عمل سے مزین ہوتی ہے۔۔۔۔۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے قدم قدم پر اتباع سنت کا خیال رکھا اور سنت نبوی ﷺ کے چراغ روشن کئے۔۔۔۔۔ آپ کی حیات مبارکہ میں بہت سے حالات و واقعات ملتے ہیں جو اس پہلو کو روشن کرتے ہیں۔۔۔۔۔ یہاں جستہ جستہ حالات و واقعات پیش کیئے جاتے ہیں:

آپ کے خلیفہ اعظم حضرت حافظ سید احمد سریکوٹی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

(۱) آپ کے اخلاق، نمونہ اخلاق رسول اللہ ﷺ تھے، نشست و برخاست، اکل و شرب، لباس وغیرہ تمام امور میں پوری اتباع سنت ملحوظ رہتی، حدیث کی کتابیں زیر مطالعہ ہوتیں، جو جو کام حضور پر نور ﷺ نے کئے ہیں وہ تمام آپ نے ادا کئے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ کتاب دیکھ رہے تھے کہ حضور پر نور ﷺ نے مسجد کی چٹائی سی کر درست فرمائی ہے، آپ بھی کتاب چھوڑ کر اپنی مسجد کی چٹائی سی رہے تھے۔ (۱۷)

(۲) علماء و فقراء اور اپنے مہمانوں کی خدمت اپنے دست مبارک سے کیا کرتے تھے، جب گھر میں روٹی تیار ہو جاتی، مسجد سے گھر میں جا کر مہمانوں کے لئے ایک دست مبارک میں ترکاری کا برتن اور دوسرے میں روٹی اٹھا کر لے آتے اور جو ترکاری روٹی مسافر کھاتے، خود بھی تناول فرماتے، رات کو بچی ہوئی روٹی اگر مل جاتی تو نہایت خوشی کے ساتھ تناول فرمالتے اور تازہ روٹی کی طرف التفات نہ فرماتے، اور جو کچھ تیار ہوتا مہمانوں کے سامنے رکھ دیتے۔ جیسا کہ اس وقت کے پیر لوگ اپنے لنگر کو نہایت دھوم دھام اور تکلف کے ساتھ

دیا کرتے ہیں، حضور پر نور کے یہاں ان باتوں کا نام و نشان بھی نہ تھا، شہرت طلبی سے آپ بیزار تھے، الفقر فخری کا پورا پورا نمونہ تھے۔ (۱۸)

(۳) آپ متواضع تھے، نہایت خلیق و حلیم اور نہایت خلیق درجہ کے بردبار و خاکسار تھے، محبت و جلیس فقراء تھے، علماء و فقراء جب آپ کی مجلس پاک میں حاضر ہوتے تو تعظیماً کھڑے ہو جاتے، آپ کی نشست گاہ میں کوئی فرش و فرش کا سامان نہ تھا، نہ آپ کی ملاقات کے لئے کوئی وقت مقرر تھا، نہ آپ کے یہاں کوئی پر تکلف مکان تھا، اکثر آپ کا قیام مسجد میں ہوتا، ضرورت کے وقت مکان میں بھی تشریف لے جاتے، خلق اللہ کے ہجوم سے یا خلاف طبع کوئی بات ہو جاتی، خفا نہ ہوتے۔ (۱۹)

مندرجہ بالا حالات کے علاوہ مندرجہ ذیل واقعات و حالات بھی قابل توجہ اور لائق تقلید ہیں:

(۴) سرکارِ دورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کی تعمیر میں بنفس نفیس شریک ہوئے، حضرت خواجہ علیہ الرحمہ بھی مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ کی اولین تعمیر میں شریک ہوئے اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

(۵) سرکارِ دورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا لباس ناپسند فرمایا جس کو دیکھ کر لوگوں کی آنکھیں اٹھنے لگیں، آپ نے ایسا لباس نہیں پہنا، ایک مرتبہ سبز رنگ کا تہہ بند باندھا اور بازار تشریف لے گئے، کسی نے آپ کی طرف اشارہ کر کے کہا ”وہ سبز تہہ بند والا پیر جا رہا ہے“ اسی دن سے آپ نے ایسا تہہ بند زیب تن نہیں فرمایا۔ (۲۰)

(۶) ایک عالم مہمان ہوئے، نماز کے وقت احتراماً ان کو امامت کے لئے

کھڑا کر دیا، مگر نماز کے بعد حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے اپنی نماز لوٹائی، جب کسی نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ مولوی صاحب نے خلاف سنت گردن پر دونوں طرف حجامت بنوائی تھی جب اس پر نظر پڑی تو کراہت محسوس ہوئی اس لئے نماز لوٹائی۔ (۲۱)

(۷) اتباع و سنت کا یہ عالم تھا کہ اپنا سارا وقت دین کے لئے وقف کر دیا تھا، اور ضروریات زندگی کے خیال سے بے نیاز ہو گئے تھے، فقر غیور کا نمونہ کامل تھے، جب عارف کامل حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ نے روپے پیسے کے لئے وظیفہ بتانا چاہا تو آپ نے یہ کہہ کر انکار فرما دیا:

”پیر صاحب خدا سے شرم آتی ہے کہ باہر سے لوگ پیر خیال

کر کے آئیں اور اندر پیسوں کے لئے وظیفہ پڑھا جاوے“ (۲۲)

(۸) سرکارِ دو عالم ﷺ نے کبھی گدی نشینی کا تکلف نہیں فرمایا، زمین پر یا چٹائی پر رونق افروز رہے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کا بھی یہی حال تھا، اور جب وصال کے وقت دریافت کیا گیا کہ آپ کے بعد آپ کی گدی پر کون بیٹھے گا تو خلاف معمول برہمی سے جواب دیا:

”گدی پر تو سب بیٹھتے ہیں ہم چٹائی پر بیٹھنے والے ہیں“ (۲۳)

اتباع سنت کے ذوق و شوق میں گدی نشینی کے روایتی عمل کو ترک کر دینا بلکہ رد کر دینا کوئی معمولی بات نہیں بہت بڑی بات ہے۔۔۔۔۔ آج سجادہ نشینوں کی طویل فہرست میں شاذ نادر ہی ہوں گے جو اتباع سنت نبوی ﷺ میں فرش و فرش کے بجائے چٹائی پر بیٹھتے ہوں گے۔۔۔۔۔

سنت نبوی ﷺ کا یہ چمکتا دمکتا آفتاب ۸۰ برس آسمان دنیا پر جلوہ گر رہ کر یکم ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۴ء بروز شنبہ بعد مغرب چھوڑ شریف کے افق پر غروب ہو گیا، اور نئی آب و تاب کے ساتھ عالم برزخ میں طلوع ہوا۔

جہاں میں اہل ایمان صورت خورشید جیتے رہیں
ادھر ڈوبے ادھر نکلے ، ادھر ڈوبے ادھر نکلے

عرس مبارک چھوڑ شریف (ہری پور ہزارہ، پاکستان) میں ۳۰ ر ذیقعدہ اور یکم ذی الحجہ کو ہر سال ہوتا ہے اور دور و نزدیک اور اکناف و اطراف کے مریدین و محبین جوق در جوق شریک ہو کر مستفیض ہوتے ہیں
---- مزار اقدس زیارت گاہ خاص و عام ہے ۔

مثل ایوانِ سحر مرقدِ فروزاں ہوترا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہوترا

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی اولاد اجداد میں چار صاحب زادے ہوئے:

(۱) حضرت مولانا صاحبزادہ محمود الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۲) حضرت مولانا محمد فضل سبحان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حضرت مولانا فضل الرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خواجہ عبدالرحمن علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد صاحبزادہ محمود الرحمن

علیہ الرحمہ سجادہ نشین ہوئے پھر آپ کے صاحب زادے صاحب زادہ طیب الرحمن علیہ الرحمہ سجادہ نشین ہوئے، آج کل صاحبزادہ احمد الرحمن مدظلہ العالی سجادہ نشین ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ رشد و ہدایت کے اس مرکز کو آباد رکھے اور علمی و روحانی فیض جاری و ساری رہے۔ آمین

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے خلفاء میں مندرجہ ذیل حضرات کے اسماء گرامی معلوم ہو سکے:

- (۱) حضرت مولانا حافظ سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
(متوفی ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۱ء)، سری کوٹ (ہزارہ)
 - (۲) حضرت سید امان اللہ شاہ ترندی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(متوفی ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۴ء) گنجیاں شریف (ہزارہ)
 - (۳) حضرت خواجہ سید حاکم صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ
(متوفی ۱۳۷۴ھ / ۱۱۵۷ء) نواں شہر (ہزارہ)
 - (۴) علامہ ابو نعیم سید عبدالقاضی شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ
محبوب آباد (ہزارہ)
 - (۵) صاحب زادہ مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(متوفی ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء)، سری کوٹ، (ہزارہ)
- صاحبزادہ مولانا محمد صالح علیہ الرحمہ، حضرت مولانا حافظ سید احمد سریکوٹی علیہ الرحمہ کے جواں سال صاحب زادے تھے، ان کی خلافت کا ذکر حضرت سید صاحب نے ایک مکتوب گرامی میں اس طرح فرمایا ہے:

”حضور پر نور جب کسی کو خلیفہ کرتے، اس کو ٹوپی عنایت فرماتے
 ---- حاجی عبدالرحب جب رنگون سے چھوڑ شریف حضور کی
 قدم بوسی کے لئے گئے تو حضور پر نور نے دو ٹوپیاں حاجی
 صاحب کو دیں، ایک محمد صالح کے لئے اور دوسری ٹوپی میرے
 لئے“ (۲۳)

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی مندرجہ ذیل تصانیف قابل ذکر ہیں،
 ماسوائے مجموعہ صلوٰۃ الرسول کے ان تصانیف کے متعلق زیادہ تفصیلات معلوم نہ
 ہو سکیں ----

- (۱) مجموعہ صلوٰۃ الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم)
- (۲) شرح ابن ماجہ شریف (قلمی)
- (۳) شرح ترمذی شریف (قلمی)
- (۴) عطاء الرحمن فی اسلام آباء سید الانام (قلمی)
- (۵) انعام الرحمن فی تصریحات القرآن (قلمی)
- (۶) لغات الحروف (قلمی)
- (۷) شرح اسماء حسنہ (قلمی)
- (۸) سیاف شرح چہل کاف (مطبوعہ، منظوم بزبان پنجابی)
- (۹) درود شریف (مطبوعہ، منظوم بزبان پنجابی)

تصانیف کے علاوہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے ملفوظات شریف بھی

ہیں مگر یہ جمع نہیں کئے گئے، اگر جمع کئے جائیں تو اسرار و معارف کا ایک انمول خزانہ مل جائے۔ یہاں چند ملفوظات شریف پیش کئے جاتے ہیں جن سے حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی روحانی اور فکری رفعت و بلندی کا اندازہ ہوتا ہے۔ ملفوظات آپ کے خلیفہ اعظم حضرت حافظ سید احمد سریکوٹی علیہ الرحمہ نے نقل فرمائے ہیں، آپ فرماتے ہیں:

(۱) میں نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ مرید جب خواب میں اپنے مرشد کو اس طور پر دیکھے کہ وہ مجھے کچھ ہدایت فرما رہے ہیں تو پیر کو بھی اس خواب کی خبر ہوتی ہے یا نہیں ہوتی؟ حضور پر نور نے فرمایا:

”ہر پیر کو نہیں ہوتی، بلکہ اس پیر کو خبر ہوتی ہے جس کو اللہ پاک علوم اولین و آخرین عطا کر دیتا ہو“ (۲۵)

(۲) ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ مشہور ہے کہ اولیاء اللہ قدس اللہ اسرار ہم ہمیشہ بیت اللہ میں نماز ادا کرتے ہیں، یہ بات صحیح ہے؟ آپ نے فرمایا:

”جسمانی حاضری کمال ہے نہ کہ روحانی حضور“ (۲۶)

(۳) میں نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ ولی کا آخری درجہ تخلق باخلاق اللہ ہے آپ نے فرمایا:

”نہیں، ولی کا آخری مقام قدرت کاملہ ہے“ (۲۷)

سبحان اللہ! کیا عجیب نکتہ ارشاد فرمایا اور طریقت کو کیسی رفعت بخشی، فی الحقیقت

دلبری بے قاہری جادوگری است

دلبری باقاہری پیغمبری است

وہ فقیر ہی کیا جو بے بس و مجبور ہو اس کے لہو کا ایک ایک قطرہ بحرناپید کنار ہے

دل ہر قطرہ ہے ساز انا البحر

ہم اس کے ہیں ہمارا پوچھنا کیا!

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے صرف ”قدرت“ نہیں فرمایا بلکہ

”قدرت کاملہ“ فرمایا یعنی اس کا اختیار مولیٰ کا اختیار بن جائے۔۔۔۔۔ وہی ہو

جو وہ چاہے

مزا تو جب ہے کہ اے آہ نارسا تجھ سے

وہ خود کہیں کہ بتا تیری آرزو کیا ہے؟

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے اپنی حیات طیبہ میں نہ معلوم کتنے عظیم کام

کیئے مگر جو ہماری نظروں کے سامنے ہیں وہ تین کام ہیں:

(۱) حضرت حافظ سید احمد سریکوٹی علیہ الرحمہ کی اس انداز سے تربیت

فرمائی کہ ان کی ذات گرامی سے لاکھوں انسان فیضیاب ہوئے۔

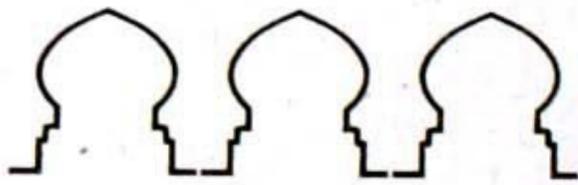
(۲) عربی مدرسہ دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ اپنے دست مبارک سے قائم کیا

جو آج تک علوم اسلامیہ کا ایک عظیم سرچشمہ ہے اور اس کا فیض دور و

نزدیک جاری و ساری ہے۔

(۳) مجموعہ صلوٰۃ الرسول (ﷺ) کو مرتب فرمایا اور عشاق رسول علیہ التحیۃ
والتسلیم کے سامنے عشق و محبت کا ایک حیرت کدہ پیش کیا، جس کی نظیر
ہمارے علم میں نہیں۔۔۔۔۔

آئندہ اوراق میں مندرجہ بالا تین عظیم کارناموں کے متعلق تفصیلات
پیش کرتے ہیں تاکہ یہ اندازہ ہو کہ حضرات اہل اللہ میں کتنی قدرت و طاقت
ہوتی ہے، جس قلب پر نگاہ ڈال دیں، مٹ نہیں سکتا۔۔۔۔۔ جو سنگ و خشت
اپنے ہاتھ سے لگا دیں تباہ نہیں ہو سکتے۔۔۔۔۔ جس صفحہ قرطاس پر قلم چلا دیں،
وہ فنا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ وہ زندگی کا سرچشمہ ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ حیات کا
گہوارہ ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ اندھیروں میں اجالا ہوتے ہیں۔۔۔۔۔



خلیفہ اعظم حضرت مولانا حافظ سید احمد شاہ

قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز

(متوفی ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۱ء)

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی

الہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں؟

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی

نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو

ید بیضائے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

ترستی ہے نگاہ نارسا جس کے نظارے کو

وہ رونق انجمن کی ہے انہیں خلوت گزینوں میں

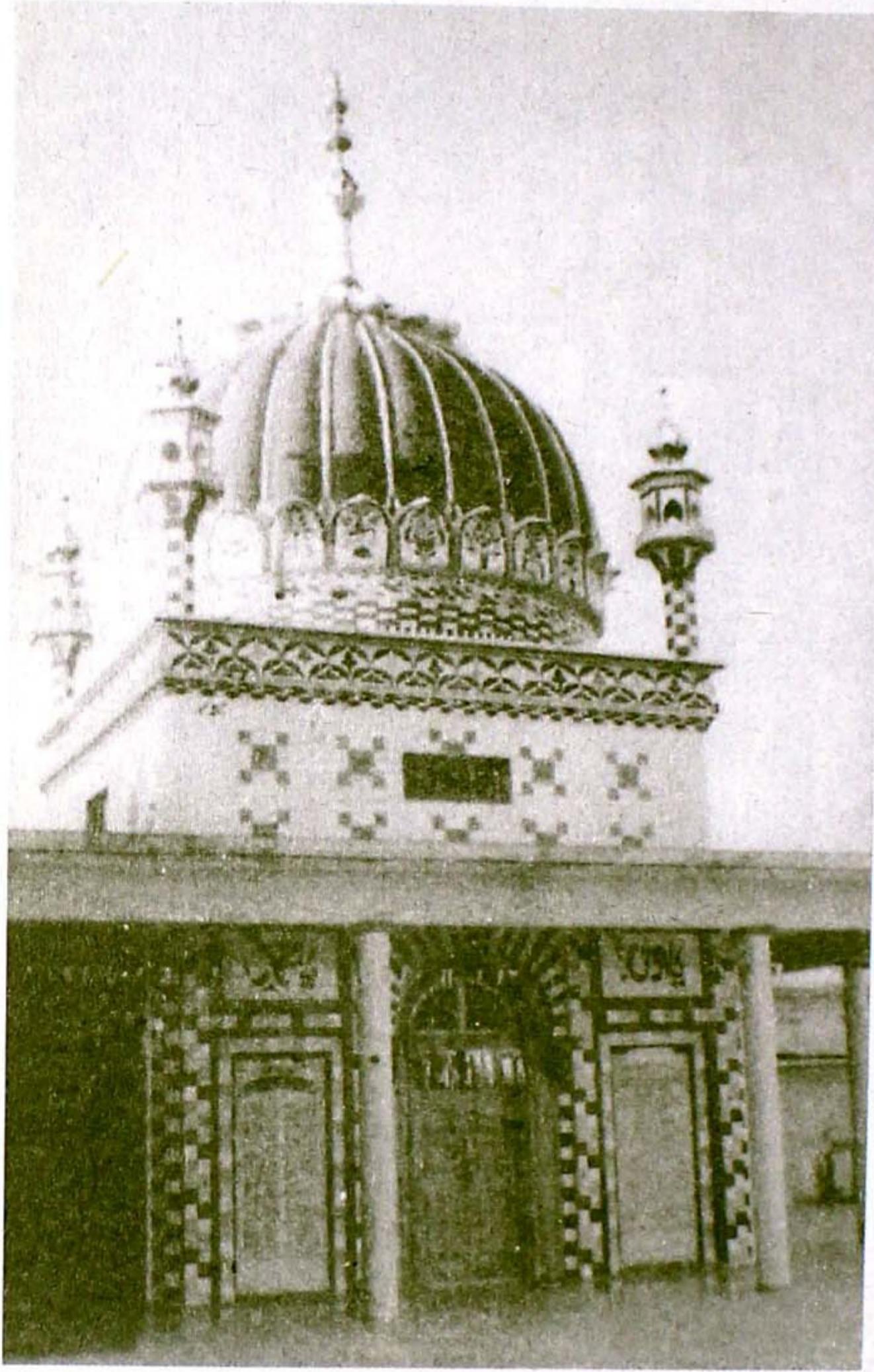
کسی ایسے شرر سے پھونک اپنے خرمن دل کو

کہ خورشید قیامت بھی ہو تیرے خوشہ چینیوں میں

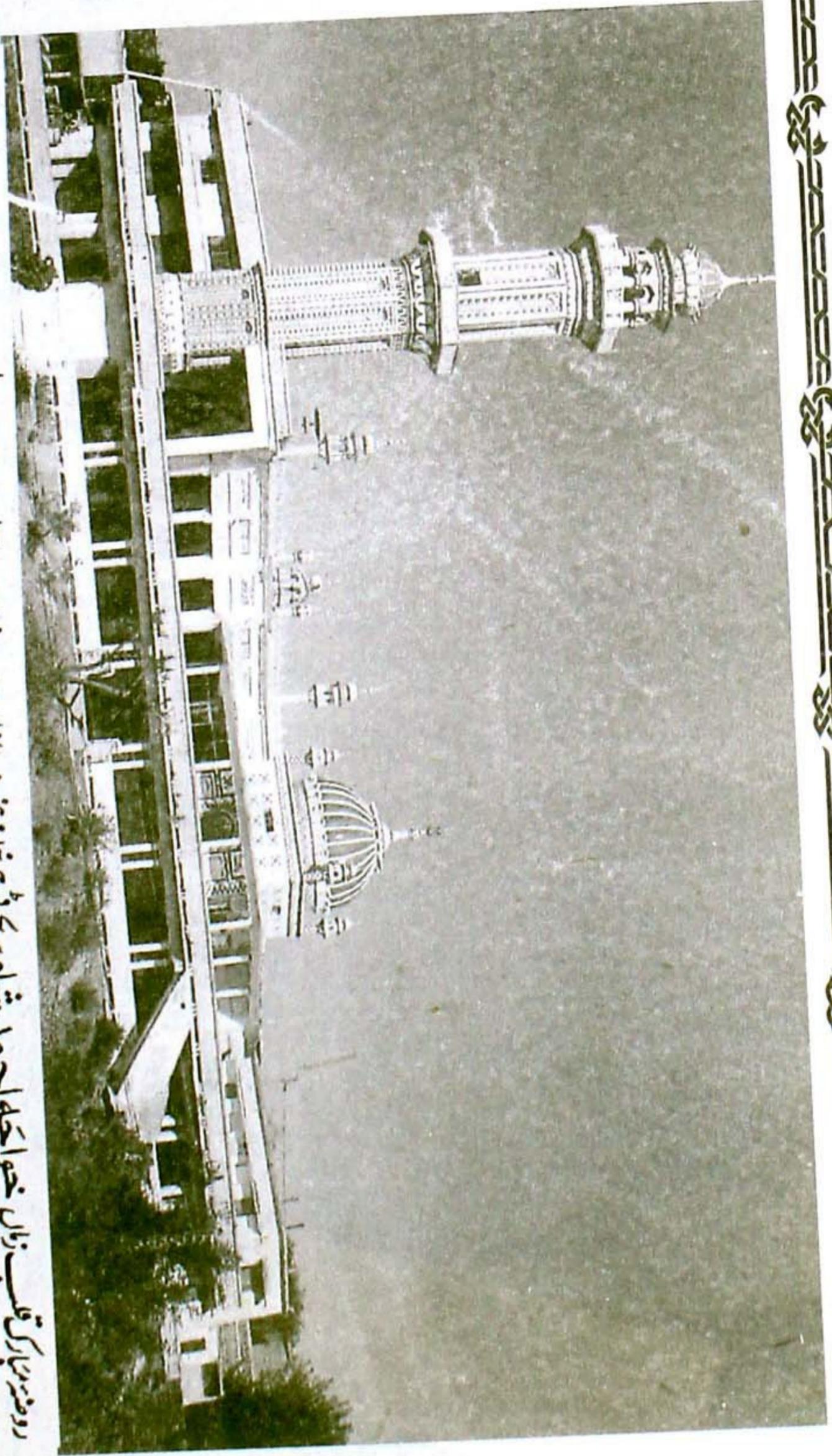
مجت کے لئے دل ڈھونڈ کوئی ٹوٹنے والا

یہ وہ ہے جسے رکھتے ہیں نازک آگینوں میں

اقبال



شیخ المشائخ، غوث زماں، پیر طریقت پیشوائے اہل سنت
 حضرت العلامہ الحافظ قاری سید محمد احمد شاہ صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ
 و حضرت العلامہ الحافظ قاری سید محمد طیب شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ
 دربار عالیہ قادریہ - شتالو شریف - سری کوٹ - ہری پور - پاکستان



روضہ مبارک قلب ناول خواجہ احمد شاہ سرکوی جہ نخلیہ عورت الزوال حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوڑی رحمۃ اللہ علیہ (شتالو شریف سرکویٹ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

حضرت مولانا حافظ سید احمد شاہ سریکوٹی علیہ الرحمہ خاندان سادات کے چشم و چراغ تھے، سری کوٹ (ہری پور ہزادہ، پاکستان) میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی، ہندوستان کے مدارس عربیہ میں علوم معقولہ و منقولہ کی تحصیل فرمائی، دارالعلوم دیوبند میں مولوی محمود حسن سے بھی پڑھا اور ان کے اولین تلامذہ میں شامل ہوئے مگر صحیح العقیدہ سنی حنفی تھے جس کا ثبوت آپ کے قائم کردہ وہ مدارس عربیہ ہیں جو مسلک اہل سنت جماعت کی بنگلہ دیش میں خوب خدمت کر رہے ہیں۔۔۔۔۔

تکمیل علوم کے بعد افریقہ کے شہروں کیپ ٹاؤن، زنجبار، مماسہ وغیرہ میں اشاعت اسلام کے لئے عرصہ دراز تک تبلیغی دورے کرتے رہے، افریقہ سے وطن عزیز واپسی کے بعد حضرت خواجہ عبدالرحمن علیہ الرحمہ کی خدمت میں چھوڑ شریف حاضر ہوئے جو سری کوٹ سے تقریباً ۱۸ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

شیخ طریقت علیہ الرحمہ کی ہدایت پر ۱۹۲۰ء میں ہری پور سے رنگون تشریف لے گئے اور وہاں سلسلہ عالیہ قادریہ رحمانیہ اور اسلام کی خوب خوب تبلیغ فرمائی، ہزاروں طالبوں کو اپنے شیخ سے غائبانہ بیعت کرایا اور ہزاروں

(۲) جامعہ احمدیہ سنیتہ، (چائگام) کی تاسیس:

اقامت دین اور اشاعت اسلام کے لئے چائگام میں جامعہ احمدیہ سنیتہ کے نام سے ایک سہ منزلہ دارالعلوم کی بنیاد رکھی جس کو آج بھی آپ کے مریدین حسن و خوبی سے چلا رہے ہیں اور اطراف و اکناف میں علم دین کی روشنی پھیل رہی ہے، ہزاروں تشنگان علم مستفیض ہو چکے اور برابر ہو رہے ہیں۔

(۳) مجموعہ صلوة الرسول ﷺ کی طباعت و اشاعت:

حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ جب ۱۹۲۰ء میں رنگون تشریف لے گئے تو کچھ عرصہ بعد حضرت خواجہ عبدالرحمن نے بذریعہ مکتوب گرامی اپنے تالیف لطیف مجموعہ صلوة الرسول کا انکشاف فرمایا۔ خود حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے اس کا اس طرح ذکر فرمایا ہے۔

حضور پر نور مرشد برحق، نور مطلق، خواجہ خواجگان جناب حضرت خواجہ عبدالرحمن صاحب چھوڑوی قدس اللہ سرہ العزیز نے جب کتاب محیر عقول الفحول فی بیان اوصاف عقل العقول المسمی بہ مجموعہ صلوة الرسول کہ بارہ برس آٹھ مہینہ بیس دن میں تصنیف کر کے مکمل فرمایا تو سوائے چند خاص متعلقین و مخلصین کے اور کسی کو معلوم نہ تھا کہ آپ نے اس قسم کی کتاب تصنیف فرمائی ہے، چند برس تک اس طرح یہ کتاب پردہ خفا میں رہی کہ آپ نے اس کے چھپوانے کا کبھی نام تک نہ لیا، جب ایام وصال قریب پہنچے تو آپ نے بذریعہ خط کے مجھے حکم فرمایا کہ:

”میں نے ایک کتاب تالیف کی ہے، میری تمنا ہے کہ یہ کتاب

لاکھوں تشنگان راہ کو ہدایت فرمائی۔

رنگون میں قیام کے دوران حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے بہت سے کام کئے مگر چار کارنامے نہایت ممتاز ہیں۔

(۱) دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ (چھوڑ شریف) کی تعمیر نو

یہ دارالعلوم ۱۹۰۲ء میں حضرت خواجہ عبدالرحمن علیہ الرحمہ نے قائم فرمایا حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے مریدین رنگون و بنگال کی اعانت سے دارالعلوم کی کچی عمارات کو دو منزلہ پختہ عظیم الشان عمارت میں تبدیل کیا۔۔۔۔۔ اساتذہ کے لئے مکانات اور طلباء کے لئے دارالاقامہ تعمیر کرائے، مدرسین اور دوسرے ملازمین کے لئے ماہ ب ماہ رنگون سے تنخواہ بھیجنے کا انتظام فرمایا۔۔۔۔۔

چنانچہ حضرت حافظ صاحب کے مرید جناب تفضل حق صاحب اس سعادت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”حضرت محمد عبدالرحمن صاحب مرحوم بانی مدرسہ اپنے زمانے کے غوث تھے، اور جن کے دست کرم سے مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ (ہری پور) کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور مجموعہ صلوٰۃ الرسول ایک عظیم الشان کتاب آپ نے تصنیف فرمائی۔ ان کے ہزاروں حلقہ بگوش و مجاز تھے مگر یہ نعمت کسی کو نصیب نہ ہوئی یہ حصہ ہمارے مرشد حضرت مولانا صاحب کا تھا ان کو ملا اور ان کے طفیل سے ہم مساکین رنگون کو شرکت نصیب ہوئی“ (۲۹)

(۲) جامعہ احمدیہ سنیتہ، (چاٹگام) کی تاسیس:

اقامت دین اور اشاعت اسلام کے لئے چاٹگام میں جامعہ احمدیہ سنیتہ کے نام سے ایک سہ منزلہ دارالعلوم کی بنیاد رکھی جس کو آج بھی آپ کے مریدین حسن و خوبی سے چلا رہے ہیں اور اطراف و اکناف میں علم دین کی روشنی پھیل رہی ہے، ہزاروں تشنگان علم مستفیض ہو چکے اور برابر ہو رہے ہیں۔

(۳) مجموعہ صلوة الرسول ﷺ کی طباعت و اشاعت:

حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ جب ۱۹۲۰ء میں رنگون تشریف لے گئے تو کچھ عرصہ بعد حضرت خواجہ عبدالرحمن نے بذریعہ مکتوب گرامی اپنے تالیف لطیف مجموعہ صلوة الرسول کا انکشاف فرمایا۔ خود حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے اس کا اس طرح ذکر فرمایا ہے۔

حضور پر نور مرشد برحق، نور مطلق، خواجہ خواجگان جناب حضرت خواجہ عبدالرحمن صاحب چھوڑی قدس اللہ سرہ العزیز نے جب کتاب محیر عقول العقول فی بیان اوصاف عقل العقول المسمی بہ مجموعہ صلوة الرسول کہ بارہ برس آٹھ مہینہ بیس دن میں تصنیف کر کے مکمل فرمایا تو سوائے چند خاص متعلقین و مخلصین کے اور کسی کو معلوم نہ تھا کہ آپ نے اس قسم کی کتاب تصنیف فرمائی ہے، چند برس تک اس طرح یہ کتاب پردہ خفا میں رہی کہ آپ نے اس کے چھپوانے کا کبھی نام تک نہ لیا، جب ایام وصال قریب پہنچے تو آپ نے بذریعہ خط کے مجھے حکم فرمایا کہ:

”میں نے ایک کتاب تالیف کی ہے، میری تمنا ہے کہ یہ کتاب

لاکھوں تشنگان راہ کو ہدایت فرمائی۔

رنگون میں قیام کے دوران حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے بہت سے کام کئے مگر چار کارنامے نہایت ممتاز ہیں۔

(۱) دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ (چھوڑ شریف) کی تعمیر نو

یہ دارالعلوم ۱۹۰۲ء میں حضرت خواجہ عبدالرحمن علیہ الرحمہ نے قائم فرمایا حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے مریدین رنگون و بنگال کی اعانت سے دارالعلوم کی کچی عمارات کو دو منزلہ پختہ عظیم الشان عمارت میں تبدیل کیا۔۔۔۔۔ اساتذہ کے لئے مکانات اور طلباء کے لئے دارالاقامہ تعمیر کرائے، مدرسین اور دوسرے ملازمین کے لئے ماہ بہ ماہ رنگون سے تنخواہ بھیجنے کا انتظام فرمایا۔۔۔۔۔

چنانچہ حضرت حافظ صاحب کے مرید جناب تفضل حق صاحب اس سعادت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”حضرت محمد عبدالرحمن صاحب مرحوم بانی مدرسہ اپنے زمانے کے غوث تھے، اور جن کے دست کرم سے مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ (ہری پور) کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور مجموعہ صلوٰۃ الرسول ایک عظیم الشان کتاب آپ نے تصنیف فرمائی۔ ان کے ہزاروں حلقہ بگوش و مجاز تھے مگر یہ نعمت کسی کو نصیب نہ ہوئی یہ حصہ ہمارے مرشد حضرت مولانا صاحب کا تھا ان کو ملا اور ان کے طفیل سے ہم مساکین رنگون کو شرکت نصیب ہوئی“ (۲۹)

لاکھوں انسانوں کو راہ ہدایت دکھائی۔۔۔۔۔ ابتداء میں آپ کو اجازت و خلافت حاصل نہ تھی لیکن کچھ عرصہ بعد اس سعادت سے بھی نوازے گئے۔

رنگون کے ایک فرزند طریقت جناب تفضل حق صاحب تحریر کرتے ہیں:

”آپ جب ۱۹۲۰ء میں رنگون ملک برہما تشریف لائے تو اول

اول آپ نے ایک عرصہ تک اپنے مرشد غوث الزماں حضرت

محمد عبدالرحمن صاحب مرحوم کے فضائل و کمالات سے لوگوں کو

آگاہ کرنا شروع کیا اور تو حیدر بانی کے جذبات سے چوں کہ

آپ منور ہو چکے تھے اور اس میدان بے انتہا کی سیر کر رہے تھے

اور مرشد برحق زندہ تھے اور ان کے فرمودات بذریعہ نوازش

نامہا جاری تھے اور جذبہ عشق کو بڑھا رہے تھے اور شوق بڑھ رہا

تھا کہ یکا یک دریائے رحمت جوش میں آیا اور فیوضات قادر یہ

نے موج ماری اور تشنگان محبت کو آب زلال سے مالا مال کرنے

کا وقت آیا تو جناب غوث الزماں حضرت محمد عبدالرحمن صاحب

مرحوم نے بذریعہ خط مولانا صاحب کو اجازت بیعت کی فرمائی

اور لوگ فیض یاب ہونے شروع ہو گئے۔“ (۲۸)

چوں کہ حضرت خواجہ عبدالرحمن علیہ الرحمہ کا وصال ۱۹۲۳ء میں ہوا اور

حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ ۱۹۲۰ء میں رنگون تشریف لے گئے اس لئے

آپ کو ۱۹۲۰ء اور ۱۹۲۳ء کے درمیان کسی وقت اجازت و خلافت عطا کی گئی

۔۔۔۔۔ حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ تقریباً ۱۶ سال رنگون میں رہے اور

طبع کرائی جائے، اگر ہو سکے تو تم رنگوں کے مسلمانوں سے چندہ

کر کے اس کتاب کو چھاپ دو“ (۳۰)

احباب رنگوں سے مشورہ کیا، پبلشر سے خرچ کی تفصیلات معلوم کیں جس کا تخمینہ اس سستے زمانے میں چار ہزار روپے لگایا گیا، ۱۰/۱۰ ذی الحجہ ۱۹۲۳ء کو رنگوں کے ایک مخیر عقیدت مند سیٹھ احمد اللہ کباہو سے ملاقات کی، طباعت کے سارے اخراجات کا انہوں نے ذمہ لیا چنانچہ حضرت خواجہ عبدالرحمن علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ کی نگرانی میں مجموعہ صلوٰۃ الرسول کا پہلا ایڈیشن منظر عام پر آیا اور مفت تقسیم کیا گیا۔۔۔۔۔ حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ کے برادر طریقت مولوی عظمت اللہ سریکوٹی علیہ الرحمہ نے طباعت اشاعت کی اس سعادت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

”فیافر حا! کہ اس مبارک کتاب محیر العقول فی بیان اوصاف

عقل العقول المسمی بہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول کی تحریک طباعت و نشر

کا شرف انہی المکرّم جناب مولوی حافظ سید احمد کو میسر ہوا اور

مصارف طباعت کا فخر باقیات الصالحات کی توفیق جناب سیٹھ

احمد اللہ صاحب کباہو بالقابہ و دیگر اخوان رنگوں کو حاصل ہوا۔

شکر اللہ سبحانہ سعيہم فی الدنيا والآخرة“

حاشا ان یحرم الراجی مکارمہ

او یرجع الجار منه غیر محترم (۳۱)

پہلی اشاعت کے بعد حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ کی مساعی اور

حضرت علامہ محترم امیر شاہ صاحب گیلانی دامت برکاتہم العالیہ کی نگرانی میں ۱۹۵۳ء میں حضرت ممدوح مدظلہ العالی کی نگرانی میں تیسری اشاعت منظر عام آئی پھر دوسرے اڈیشن آئے۔۔۔۔۔

حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے مجموعہ صلوة الرسول کی طباعت و اشاعت میں جس کمال ایثار قربانی کا مظاہرہ فرمایا وہ اپنی مثال آپ ہے، محبت ہو تو ایسی ہو، عقیدت ہو تو ایسی ہو، ایثار ہو تو ایسا ہو۔۔۔۔۔!

اپنی حیات مبارک میں حضرت خواجہ عبدالرحمن علیہ الرحمہ نے ہدایت فرمائی کہ جب تک مجموعہ صلوة الرسول کی اشاعت اور دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ کے لئے مناسب بندوبست نہ ہو جائے وطن عزیز واپس نہ آنا۔۔۔۔۔ چنانچہ حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے اس ہدایت پر اس شان سے عمل کیا کہ لخت جگر بھی خدا کو پیارے ہو گئے مگر آپ رنگون چھوڑ کر وطن عزیز تشریف نہ لے گئے۔ ۱۹۶۵ء میں صاحبزادہ مولوی محمد صالح علیہ الرحمہ کی سخت علالت کا تار آیا۔۔۔۔۔ خود تحریر فرماتے ہیں:

”برخوردار محمد صالح کی سخت بیماری کا تار آیا ہے، مجھے طلب کیا گیا ہے مگر درود شریف اور مدرسہ اسلامیہ کی خدمت کے باعث نہیں جاسکتا ہوں۔۔۔۔۔ وافوض امری الی اللہ ان اللہ

بصیرم بالعباد۔۔۔۔۔“ (۲۳)

پھر ۱۹۲۸ء میں صاحبزادہ موصوف کے سانحہ رحلت کا تار پہنچا

۔۔۔۔۔ قلب و جگر کا کیا عالم ہوگا مگر نہیں اس پیکر صبر و استقامت نے تحریر فرمایا:

”لخت جگر، پارہ دلم، راحت روح و جانم، سروچمن مادر،
 وگلدستہ امید پدر، فرزندار جمد من مولوی محمد صالح قدس اللہ سرہ
 العزیز ۳ شعبان المعظم بروز چہار شنبہ بوقت ظہر بعارضہ نمونہ
 اس دارفانی سے بجانب دار بقاروق افروز ہوئے فالحمد للہ
 علی فراقہ و حزنہ و بشہ“ (۲۲)

ایک اور مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

”اگر چلا جاتا تو درود شریف، مدرسہ کی خدمت میں سخت نقصان
 کا اندیشہ تھا، نیز مرشد برحق نے حین حیات میں ایک خط کے
 ذریعہ منع فرمایا تھا کہ کام چھوڑ کر وطن ہرگز نہ آنا، میں نے کہہ دیا
 تھا کہ نہ جاؤں گا، اگرچہ باجی صاحب (خواجہ عبدالرحمن) گزر
 جائیں، یا والد صاحب گزر جائیں، میری اولاد ہی کیوں نہ
 مر جائے، ہرگز نہ جاؤں گا“ (۲۳)

حادثات، ولایت کی کسوٹی ہیں، اندرونی ترقیوں کا حال بیرونی
 حادثات و واقعات سے ہوتا ہے۔۔۔۔۔ جو شخص حزن و ملال، رنج و مصیبت،
 خوف و دہشت میں طمانیت و سکون کے ساتھ گزر گیا وہی کامیاب و کامران ہوا۔

آلام روزگار کو آساں بنا دیا
 جو غم ملا اسے غم جاناں بنا دیا

حضرت حافظ علیہ الرحمہ اپنے مشن کی تکمیل کے بعد ۱۹۳۵ء میں وطن
 عزیز واپس لوٹے۔۔۔۔۔ روانگی کے وقت مریدین رنگون و بنگال نے خراج
 عقیدت پیش کیا، الوداعی اجتماع میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے جناب
 تفضل حق صاحب نے یوں اظہار خیال کیا:

”ہماری مربی، آقا و مرشد حضرت مولانا مولوی حافظ سید احمد
 صاحب سریکوٹی خلیفہ شیخ کامل، ولی اکمل، غوث الزماں حضرت
 محمد عبدالرحمن صاحب مغفور اپنے وطن مالوف کو ۱۶ سال کے چلے
 کے بعد تشریف لے جا رہے ہیں اور اس عرصہ میں ان صاحب
 موصوف نے ہزاروں گم گشتگان راہ کو صراط مستقیم دکھلایا اور
 اپنے فیوضات روحانی سے اس برہما جیسے دار کفر میں ہزاروں کو
 منور باسلام کیا اور اس عرصہ میں خدمت اسلامی میں مستغرق
 رہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ (ہری پوری) جو ایک گمنامی کی
 حالت میں پڑا ہوا تھا اس کا چرچا ملک برہما سے تمام صوبہ سرحد
 میں کیا۔۔۔۔۔ آج ہم نہایت درد کے ساتھ اپنے کلبجوں کو تھام
 کر اپنے مربی کو وطن کی طرف رخصت کر رہے ہیں۔۔۔۔۔
 سلامت روی و باز آئی (۳۵)“

رنگون سے روانگی سے قبل حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے
 برادر طریقت جناب محمد عبدالعزیز جان (بنوں) کو اپنی آمد کی اطلاع دیتے
 ہوئے تحریر فرمایا:

”میں ۱۶ فروری ۱۹۳۵ء ۲۱ ذیقعدہ کو یہاں سے روانہ ہو

کر ۲ دن کلکتہ قیام کروں گا، بعد ازاں وطن روانہ ہو کر عین عرس

شریف کے موقع پر دربار شریف حاضر ہوں گا، ان شاء اللہ“

چنانچہ حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ ۱۶ سال کی طویل جدوجہد کے

بعد وطن عزیز واپسی آئے اور آنے کے بعد تقریباً ۲۶ سال تک مخلوق الہی کو

فیض یاب کرتے رہے، آپ کی ذات گرامی سے بے شمار طالبوں نے فیض پایا

اور بہت سے مشرف بہ اسلام ہوئے، آپ حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوڑوی علیہ

الرحمہ کی زندہ کرامت تھے۔ آپ نے ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۷ اپریل

۱۹۶۱ء کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک سری کوٹ (ہری پور، ہزارہ) میں

زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد طیب

صاحب مدظلہ العالی آپ کے جانشین ہیں، مولیٰ تعالیٰ ان کے فیوض و برکات کو

جاری و ساری رکھے۔ آمین۔

حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ کی تصانیف راقم کے علم میں نہیں البتہ

آپ کے مکتوبات شریف کا مطالعہ کیا ہے جو اسرار و معارف کا خزانہ ہیں، چند

مکتوبات گرامی سے اقتباسات پیش کیئے جاتے ہیں جن سے آپ کے بحر و

انکساری، رشد و ہدایت اور طریقت و شریعت کا حال معلوم ہوتا ہے:

(۱) میں صدق دل سے عرض کرتا ہوں کہ مجھے اس بات کا شوق نہیں کہ

آپ حضرات مجھے حضور کا خلیفہ تصور کر کے میری باتوں کو خواہ نخواہ

تسلیم فرماویں، اگر آپ لوگ مجھے اپنا خادم یا اپنے کمترین بھائی تصور

فرمائیں گے تو ممنون و مشکور ہوں گا۔ (۳۷)

(۲) اپنے گھر میں پیار و محبت اور درگزر کی عادت ڈالیں، سنت رسول اور

سنت مرشد یہی ہے، حضور ﷺ فرماتے ہیں خیر کم خیر کم لاهلہ

تم میں اچھا وہ ہے جو اہل و عیال کے ساتھ اچھا ہو۔ (۳۸)

(۳) آپ کو حدیث خیر کر خیر کم لاهلہ بطور خیر خواہی سنادی تو آپ

خفا کیوں ہوئے؟ اچھی بات پر خفا ہونا تو درکنار اگر کوئی گالی دیدے

جب بھی آپ کی ناراضگی اہل طریقت کے شایان شان نہیں آپ

خاطر جمع رکھیں میرے دل میں کسی قسم کی کدورت نہیں۔ (۳۹)

سبحان اللہ!

”شدہ است سینہ ظہوری پر از محبت یار

برائے کینہ اغیار دردلم جانیت

کیا خوب سبق دیا۔۔۔۔ کوئی گالی بھی دے تو کہہ بھلا بھائی بھلا ہوگا۔!

اور طریقت کا کیسا اچھا گر سکھا دیا جس سے دین بھی بن جائے اور دنیا

بھی سنور جائے۔۔۔۔۔

(۴) سالک جب تک مقام نفس سے مقام قلب اور مقام قلب سے

مقلب قلب یعنی ذات و صفات مرشد کامل میں اپنی ہستی اور اپنے

اوہام و خیالات باطلہ کو ہلاک نہیں کر دیتا، اس کے مکاشفات و

مکالمات بعض اوقات تپے اور کبھی جھوٹے ہوتے ہیں، فنائے اتم کے

بعد مراتب علیہ الموسومہ بہ حق الیقین جلوہ گر ہوتے ہیں، اس مقام پر

تجربہ کار سالک کشف کاذب سے محفوظ ہو جاتا ہے والا صبح کاذب کو صبح صادق جان کر باطل پرست ہو جاتا ہے، بسا اوقات اہل کشف پر عالم مثال میں ایسے حالات منکشف ہوتے ہیں جن کا ظہور خلاف میں ہوتا ہے، حقائق اشیاء کا انکشاف بذریعہ کشف خیلے دشوار امر ہے۔ حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کے قصے پر غور کریں باوجود الوالعزم نبی ہونے کے ادراک حقائق نفس الامری سے محبوب ہے۔ مگر حضور اقدس، والا مقام، حضرت خضر علیہ السلام انہی حقائق محبوبہ موسویہ کو بالتفصیل جانتے ہیں، اگر سالک نے آپ کو کہدیا کہ ”یہ کام ایسا ہوگا“۔۔۔۔۔ ویسا ہوگا۔۔۔۔۔ مثلاً زیور کا فرمایا کہ ”آپ کی اہلیہ کو عطا ہوگا“، پھر یہ پیشین گوئی ظہور پذیر نہ ہو۔۔۔۔۔ ”فلاں جگہ تمہاری شادی ہوگی“ مگر نہ ہوئی۔ ”فلاں نوکری تم کو ملے گی“ مگر نہ ملی۔۔۔۔۔ یہ تمام امور فقر سے کچھ تعلق نہیں رکھتے بلکہ تمام نفس کے توہمات ہیں جو سالک کے سلوک کے لئے از حد مضر ہیں۔۔۔۔۔ درویشی اور مقام فنا فی الشیخ کا عالی مرتبہ ان تمام خس و خاشاک سے بالاتر ہے۔ ان اللہ یحب عالی الہم، اللہ تعالیٰ عالی ہمتی کو پسند فرماتا ہے رزقنا اللہ سبحانہ وایاکم بحرمة مرشدنا و بحرمة حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم و بحرمة شاہ جیلان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آمین ثم آمین!

فنا فی الشیخ کا مقام از حد لذیز و محبوب و مقصود تر ہے، شیخ کامل کا مقام

صفات مجردہ و مطلقہ جو ذات احدیت اقدس کے حضرت اعلیٰ میں دائرہ و جوہیہ اولیہ الموسومہ بہ بمقام جبروت ہے۔ اس مقام پر مرشد کامل، صفات خداوندی کا جبہ پہن کر متمکن ہے، ہاں اس دائرہ و جوہیہ کے مرکز ذات اقدس محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں یعنی آپ ذات احدی کے نور اول بواقی آپ کے نور شمس کے ذرے ہیں، مولانا فرماتے ہیں:

چوں کہ ذات شیخ را کردی قبول
ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

رزقنا اللہ ایاکم ذلک المقام بحرمة مولانا و مرشد ناو ملجا ناو
ماونا، حضور پر نور، نور علی نور، حضرت اقدس خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد
عبدالرحمن قدس اللہ سرہ العزیز، (۴)

حضرت سید احمد شاہ سریکوٹی علیہ الرحمہ نے ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۸۰ھ / ۲۵
مئی ۱۹۶۱ء کو ایک سو برس سے زیادہ عمر پا کر وصال فرمایا۔ آپ کے جانشین
آپ کے صاحب زادے حضرت سید محمد طیب شاہ علیہ الرحمہ ہوئے۔ آپ
مدارس عربیہ اور خانقاہ قادریہ سیدیہ طیبیہ کے قیام کے ساتھ ساتھ ربیع الاول
شریف میں جلوس عید میلاد النبی ﷺ کا اہتمام فرمایا چنانچہ ۹ ربیع الاول کو
ڈھا کہ میں اور ۱۲ ربیع الاول کو چاٹگام (بنگلہ دیش) میں بڑے تزک و احتشام
سے جلوس نکالے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ مدارس عربیہ سے علمی مجلے بھی
نکالے جاتے ہیں۔ حضرت سید محمد طیب شاہ علیہ الرحمہ کا ۱۵ ذی الحجہ ۱۴۱۳ھ

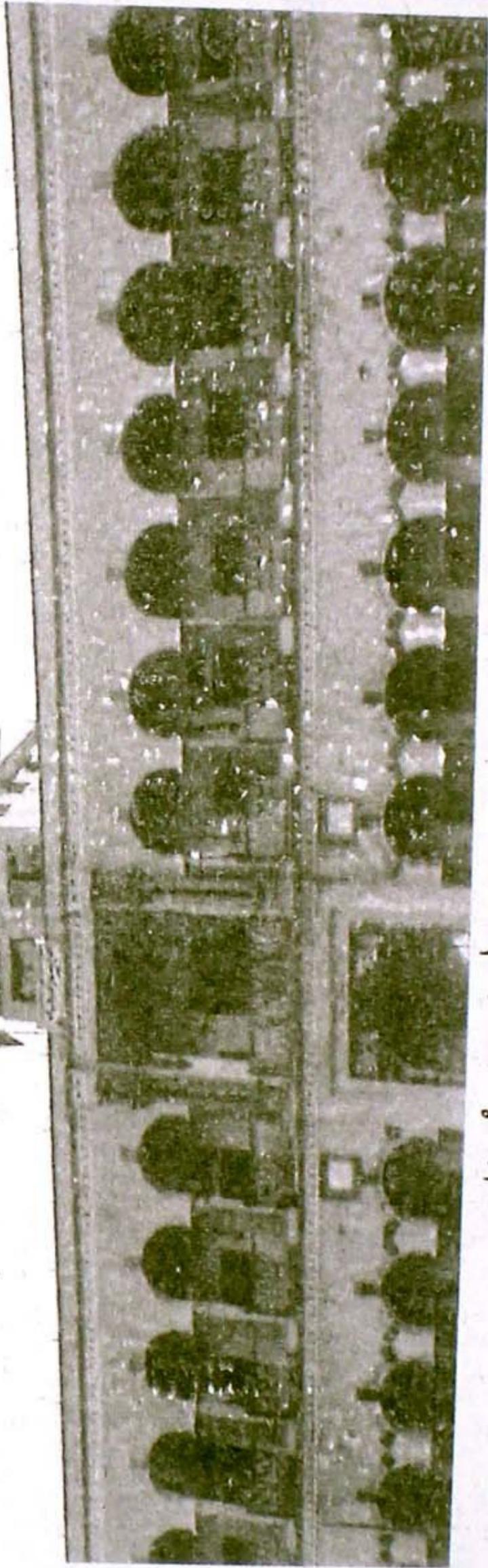
۷ جون ۱۹۹۳ء کو وصال ہوا۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادگان حضرت محمد طاہر شاہ مدظلہ العالی اور سید محمد صابر شاہ دامت برکاتہ بالترتیب خلیفہ ہوئے۔ حضرت سید محمد طاہر شاہ صاحب نے بھی بہت سے اہم کام کئے۔ جامعہ طیبہ سریکوٹ کی پانچ منزلہ شاندار عمارت آپ ہی کی سرپرستی میں تعمیر ہو رہی ہے جہاں علوم جدیدہ و قدیمہ کی تعلیم ہوگی۔ اس کے علاوہ ۱۹۹۵ء میں غوثیہ طاہریہ فاؤنڈیشن قائم کی۔ حضرت سید محمد طاہر شاہ صاحب کے تین صاحبزادے محمد قاسم شاہ، محمد حامد شاہ اور محمد احمد شاہ ہیں اور حضرت محمد صابر شاہ صاحب کے دو صاحبزادے سید محمود شاہ اور سید محمد عاقب شاہ اور محمد قاسم شاہ صاحب کے ایک صاحبزادے سید محمد مشہود شاہ ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ اس خانقاہ کو آباد رکھے اور اس کا علمی و روحانی فیض جاری رہے۔ آمین



دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ

مؤسسہ ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء

تجھ سے ہوا آشکار بندہ مومن کا راز
 اس کے دنوں کے تپش اس کے شبوں کا گداز
 اس کا مقام بلند اس کا خیال عظیم
 اس کا سرور اس کا شوق اس کا نیاز اس کا ناز
 ہاتھ ہے اللہ کا بندہ من کا ہاتھ
 غالب و کار آفریں کارکشنا کار ساز
 خاکی دنوری نہاد بندہ مولیٰ صفات
 ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز
 اس کی امیدیں قلیل اس کے مقاصد جلیل
 اس کی ادا دل فریب اس کی نگہ دل نواز
 نرم دم گفتگو ، گرم دم جستجو
 رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاک باز
 نقطہ پر کار حق مرد خدا کا یقین
 اور یہ عالم تمام وہم و طلسم و مجاز
 عقل کی منزل ہے وہ عشق کا حاصل ہے وہ
 حلقہ آفاق میں گرمی محفل ہے وہ
 اقبال



دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ (ہری پور ہزارہ) حضرت خواجہ عبدالرحمن
چھوڑوی اور آپ کے خلیفہ اعظم حضرت حافظ سید احمد سریکوٹی قدس سرہما العزیز
کے ذوق و شوق اور جذبہ بلند کا شاہکار ہے۔۔۔۔۔ ابتداء میں اس مدرسہ کا نام
مدرسہ اسلامیہ محمدیہ تھا۔ ۱۹۰۲ء میں حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے اپنے دست
مبارک سے اس کی بنیاد رکھی، بعد میں ۱۹۲۹ء میں مریدین بنگال و رنگون کے
تعاون سے اس کی پہلی منزل پختہ تعمیر کی گئی پھر ۱۹۳۷ء میں دوسری منزل مکمل کی
گئی۔

اس دارالعلوم کے آغاز تعمیر کا واقعہ بھی بڑا عرفانی ہے۔۔۔۔۔ سابق
ریات انب (صوبہ سرحد) کے والی نواب میجر سرخانی زماں خاں صاحب
مرحوم نے ۵ کنال کا ایک باغ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں نذر کیا
۔۔۔۔۔ آپ نے قبول فرمایا اور بعد میں پھلدار درختوں کو ایک ایک کر کے کاٹنا
شروع کیا، لوگ حیران رہ گئے، کسی نے عرض کیا حضرت یہ آپ کیا کر رہے ہیں
، پھلدار درختوں کو کیوں کاٹ رہے ہیں، آپ نے جواباً فرمایا:

”میں ایسا باغ لگانا چاہتا ہوں جس کے پھل لوگ قیامت تک کھائیں“

(بحوالہ مکتوب مولانا تاج محمد صدیقی محررہ ستمبر ۱۹۷۷ء، پشاور)

چنانچہ اس باغ کی زمیں پر آپ نے مدرسہ اسلامیہ محمدیہ (دارالعلوم

اسلامیہ رحمانیہ) کی بنیاد رکھی۔۔۔۔۔ دنیا پر جس کی نظر ہوتی ہے وہ ایک ایک چیز کو سنبھال کر رکھتا ہے مگر جس کی نظر مولیٰ پر ہوتی ہے وہ درختِ نبات تو کیا درختِ حیات بھی اللہ اور رسول کی راہ میں کٹوا دیتا ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کر
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ ان عشاقِ کاملین میں تھے جنہوں نے اپنی حیات مبارکہ حق جل مجدہ اور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے لئے وقف کر دی تھی۔۔۔۔۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے دارالعلوم کی تعمیر میں خود حصہ لیا، مٹی کی ٹوکریاں خود اٹھائیں اور مسجد نبوی کی تعمیر میں حصہ لینے والے اس رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ کر دی۔۔۔۔۔ سارا سارا دن خود مٹی کی اینٹیں بناتے، دیواریں چنتے، مزدوروں کا کام بھی خود کرتے، نہ کھانے کا ہوش نہ آرام کا، سچی لگن تھی، سچا عشق تھا۔

ہر لحظہ نیا طور نئی برقِ تجلی
اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہوٹے!

ابتداء میں دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ کچی کوٹھڑیوں میں تھا، اساتذہ بھی زیادہ نہ تھے، مگر پودا ایک مردِ کامل نے لگایا تھا، پھر درخت کیوں نہ برگ و بار لاتا!۔۔۔۔۔ مردِ کامل کی شان ہی یہ ہے کہ جس کا وہ آغاز کر دے وہ نامکمل نہیں

رہ سکتا، غیب سے اس کی تکمیل کے سامان پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں۔۔۔۔۔

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے خلیفہ حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ رنگون میں قیام پذیر تھے۔۔۔۔۔ ۱۵ فروری ۱۹۲۵ء کو مریدین کے ایک اجتماع میں آپ نے تقریر فرمائی اور دارالعلوم کے لئے تحریص و ترغیب فرمائی، بس پھر کیا تھا ملک برما کے ان دل والوں نے دل کھول کر مدد فرمائی، دارالعلوم کا سارا خرچ برداشت کیا، ان کی توجہ نے اس دارالعلوم کو دور و نزدیک شہرت بخشی، چنانچہ حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ کے ایک مرید جناب تفضل حق صاحب (رنگون) مریدین کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں :

”حضرات ! اس پر آشوب زمانے میں ایک مجاہد ہدنی سبیل اللہ نے ضلع ہزارہ مقام ہری پور میں ایک دینی درسگاہ کی بنیاد ڈالی تھی، چوں کہ یہ کام نیت صادقہ سے اس قطب دوراں نے شروع فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کی تکمیل کے واسطے ایک جری اور ذی ہمت اور موسوی جذبے والا اور عمری عدل والا انسان کو منتخب فرمایا کہ جس کے ہاتھوں یہ کام ظاہر و جود میں آیا۔

حضرات ! ان کا نام گرامی جناب حافظ مولوی سید احمد صاحب سریکوٹی ہے (۴۲) مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ جو کہ ایک گمنامی کی حالت میں پڑا ہوا تھا اس کا چرچا ملک برہما سے تمام صوبہ سرحد میں کیا (۴۳)“

رنگون کے برادران طریقت کی اعانت سے نہ صرف دارالعلوم کی

عمارت کو پختہ بنایا گیا بلکہ دارالعلوم کی وسعت کے لئے ایک قطعہ زمین بھی خرید گیا، بلاشبہ ان کی مخلصانہ مدد نے دارالعلوم کی زندگی میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو اس تعاون کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین!

دارالعلوم میں مسلک اہل سنت و جماعت کے مطابق دورہ حدیث تک علوم معقولہ و منقولہ پڑھائے جاتے ہیں، حفظ قرآن کریم اور قرأت و تجوید کی تعلیم کا بھی انتظام ہے، انگریزی تعلیم کی ابتدائی جماعت کا درس ہوتا ہے۔۔۔۔۔ دارالافتاء اور دارالکتب بھی ہے۔۔۔۔۔ مسجد شریف اور طلباء اور اساتذہ کے لئے اقامت گاہیں بھی ہیں۔۔۔۔۔ کھیل کے میدان بھی ہیں جو بالعموم عربی مدارس میں نہیں ہوتے۔۔۔۔۔

دارالعلوم میں طلباء کی ساری ضروریات، انتظامیہ برداشت کرتی ہے مزید یہ کہ وظائف بھی دئے جاتے ہیں اس کے علاوہ جو اساتذہ مجرد ہیں ان کے طعام و قیام کا انتظام بھی دارالعلوم کی طرف سے بلا معاوضہ کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ ہمارے ملک بلکہ بیرون ملک بھی عربی مدارس کی سوا کوئی مدرسہ ایسا نہ ہوگا جہاں تمام طلباء کے طعام و قیام بلکہ اساتذہ کے طعام و قیام کی ذمہ داری انتظامیہ نے لی ہو۔ آفریں ہو اس انتظامیہ کو اور آفریں ہو ایسے طلباء کو جنہوں نے دنیا کی لالچ سے دل کو پاک کر کے اپنی زندگیاں دین کے لئے وقف کر دیں۔۔۔۔۔ یہ بڑی ہمت کی بات ہے، یہ بڑی استقامت کی بات ہے۔۔۔۔۔ اسلامی نظام زندگی میں علم، علاج، انصاف بہت ہی ارزاں رہا ہے بلکہ مفت، جدید نظام زندگی میں یہ تینوں نہایت گراں ہیں۔۔۔۔۔ جاہل کے

لئے علم، بیمار کے لئے علاج، مظلوم کے لئے انصاف بہت ہی قیمتی ہو گیا ہے لیکن یہ ہماری بدبختی اور بد نصیبی ہے کہ ہم اس نظام کی طرف لپکتے ہیں جس نے ہماری کمر توڑ دی اور اس نظام زندگی کی طرف نہیں آتے جس نے ہمارا دل اور کمر دونوں مضبوط کئے اور انسانی ہمدردی و شرافت جس کا طرہ امتیاز ہے۔ قابل تحسین و آفریں ہیں وہ لوگ جو اس طرف متوجہ ہیں۔

دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ میں دور دراز سے طلباء آتے رہے، مثلاً کشمیر، سرحد، پنجاب، سندھ، رنگون، بنگال وغیرہ وغیرہ

علمی سرگرمیوں کے علاوہ دارالعلوم کی طرف سے جلوس و جلسہ عید میلاد النبی ﷺ کا ہر سال اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ نہ صرف طلبہ بلکہ عوام الناس بھی محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی یاد سے اپنے سینوں کو آباد رکھیں اور ہر سال نیا جوش و ولولہ پیدا کریں۔۔۔۔۔ اس کے علاوہ دارالعلوم میں دورہ قرآن کریم وغیرہ کا بھی انتظام کیا جاتا ہے، فقہی مسائل سے متعلق اشتہارات وغیرہ بھی شائع ہوتے رہتے ہیں لیکن ضرورت اس کی ہے کہ باقاعدہ شعبہ تصنیف و تالیف قائم کیا جائے، ویسے دارالعلوم کی طرف سے گاہے گاہے رسائل شائع ہوتے رہتے ہیں مثلاً حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری کا رسالہ سوانح سراج الفقہاء (مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۲ء) وغیرہ۔۔۔۔۔

دارالعلوم کے ابتدائی انتظام و انصرام میں ناظم دارالعلوم مولوی کریم عبد اللہ صاحب مرحوم (ساکن ملکیا، رنگون) نے اہم کردار ادا کیا جس کا اعتراف کرتے ہوئے جناب تفضل حق صاحب فرماتے ہیں:

”اور جناب مرشدنا مولانا (حافظ سید احمد سریکوٹی) اس بے انتظامی سے ہر وقت بے قرار رہا کرتے تھے، چوں کہ آپ کو مدرسہ کے ساتھ شغف تھا اور کوشش میں لگے رہتے تھے کہ کوئی معاون مل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی مراد کو ایک ایسے خادم کے ہاتھ سے پورا کیا کہ جس نے انجمن (انجمن شوری رحمانیہ، رنگون) میں مولانا صاحب کے پاس رنگون رہ کر جذبہ انتظام کو سیکھا تھا اور اس نے مدرسہ کے تمام شعبوں کو منظم کر کے انجمن اور مولانا کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا، آج مدرسہ ایک عظیم حیثیت سے باقی مدارس کا ہم پلہ ہے، وہ صاحب موصوف ناظم مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ مولوی کریم عبد اللہ صاحب ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی محنتوں کو قبول فرمائے۔ آمین۔ (۴۴)

دارالعلوم میں وقتاً فوقتاً سالانہ اجلاس میں عمائدین حکومت اور علماء آتے رہے اور قیمتی تاثرات سے نوازتے رہے۔ ۱۹۴۸ء میں تحریک پاکستان کے ممتاز رکن اور سابق مرکزی وزیر و گورنر پنجاب جناب سردار عبدالرب نشتر مرحوم تشریف لائے۔۔۔۔۔

۱۹۴۹ء میں پاکستان کے پہلے وزیر اعظم شہید ملت لیاقت علی خاں مرحوم تشریف لائے۔۔۔۔۔ ۱۹۶۰ء میں سفیر پاکستان متعینہ ایران خان عبدالرحمن خاں تشریف لائے۔۔۔۔۔ ۱۹۶۲ء میں سابق صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں مرحوم اور وزیر فضل القادر چودھری تشریف لائے۔۔۔۔۔

ان حضرات نے جن تاثرات کا اظہار کیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دارالعلوم ان کی نظر میں بڑی وقعت رکھتا تھا۔۔۔۔۔ ان کے تاثرات اس لئے اور بھی واقع ہیں کہ یہ حضرات بظاہر صحبت علماء سے اور علم دین سے بیگانہ نظر آتے ہیں۔۔۔۔۔

سردار عبدالرب نشتر (۲۱/ دسمبر ۱۹۴۸ء)

”دارالعلوم ایسے مرد کامل نے بنایا ہے جس کی قدم بوسی ہی ذریعہ نجات آخرت ہے۔ اس دارالعلوم نے مشرقی اور مغربی پاکستان کو ایک مضبوط رشتے میں منسلک کر دیا ہے جسے کبھی سیاست کے طوفان نہیں توڑ سکتے۔“

شہید ملت لیاقت علی خان (۲۳/ مارچ ۱۹۴۹ء)

”میرے نزدیک قیام پاکستان اصل میں اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ جب حضرت قائد اعظم نے پشاور میں ۱۹۳۵ء میں کہا:

”مسلمان ایک خدا، ایک رسول، ایک قرآن اور ایک مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں“

تو یہ دین محمدی ہی کا صدقہ تھا کہ دو سال بعد پاکستان عالم وجود میں آ گیا۔ میں سمجھتا ہوں اب بھی پاکستان کے تحفظ و بقا کے لئے اسلامی ادارے ہی اہم کردار ادا کر سکتے ہیں اور دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ تو حضرت غوث الزماں خواجہ محمد عبدالرحمن چھوڑوی کی یادگار ہے جن کی بدولت ایک ہزار میل دور کے مسلمان بھی مغربی پاکستان کے

مسلمانوں کے مرید بھائی ہیں۔ یہ ایسا رشتہ ہے جسے بڑی سے بڑی طاقت بھی شکست نہیں دے سکتی۔

خان عبدالرحمن خان (۲۷/ مئی ۱۹۶۰ء):

”مجھے یہ سن کر بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، جس کی بنیاد غوث الزماں حضرت خواجہ محمد عبدالرحمن صاحب چھوڑوی کے پاک ہاتھوں سے رکھی گئی، کا کام خوش اسلوبی سے سرانجام ہو رہا ہے، مجھے امید واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ غوث پاک کی برکت اور اپنی عنایات سے اس درسگاہ سے بہترین جید عالم و مشائخ پیدا کرے گا، جو دل و دماغ کو اسلامی علم سے از سر نو روشن کریں گے اور جو مسلمانوں کے لئے باعث فخر ثابت ہوں گے۔“

فیلڈ مارشل محمد ایوب خان (۲۲/ فروری ۱۹۶۲ء)

”اگر پاکستان کے عوام اسلام سے منحرف ہو گئے تو یہ ملک بھی ختم ہو جائے گا۔۔۔۔۔ حضرت غوث الزماں خواجہ عبدالرحمن علوی قادری چھوڑوی نے جس مشن کی بنیاد رکھی تھی وہ اسلام کی سر بلندی اور پاکستان کے استحکام اور بقا کے لئے نمایاں کردار انجام دے گا۔“

بانی دارالعلوم خواجہ عبدالرحمن چھوڑوی نے مغربی پاکستان کے دور افتادہ گاؤں میں بیٹھ کر آج سے پچاس برس پہلے مغربی اور مشرقی پاکستان کے مسلمانوں میں اتحاد، بھائی چارہ اور اخوت کا رشتہ قائم کیا۔ اللہ والوں کی نظریں مستقبل پر ہوتی ہیں۔ اس لئے خیبر سے چٹگانگ تک مسلمان ایک لڑی

میں پرودے گئے ہیں“

بلاشبہ روحانی رشتہ اتنا قوی و مستحکم ہوتا ہے کہ اس کے سامنے سب رشتے سچ ہیں۔۔۔۔۔ ارواح کا ملاپ نہ ہو تو قریب رہتے ہوئے انسان سے انسان نہیں ملتا۔۔۔۔۔ اس کے برعکس ارواح کا ملاپ ہو جائے تو ہزار جغرافیائی قیود کے باوجود بھی انسان مل کر رہتا ہے۔۔۔۔۔ یہ کرامت ہے روحانیت کی۔۔۔۔۔ اس کو ماضی میں چشم عالم نے دیکھا، اب بھی دیکھ رہی ہے اور قیامت تک دیکھتی رہے گی۔۔۔۔۔ حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوڑوی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا:

”قرب جانی را بعد مکانی نیست“

سبحان اللہ، سبحان اللہ!

جدا ہیں مجھ سے وہ لیکن نہیں پھر بھی جدا مجھ سے
مراد ان میں رہتا ہے وہ میرے دل میں رہتے ہیں



مجموعہ صلوة الرسول ﷺ

موافقہ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۲۳ء

ہے مگر اس نقش میں رنگ ثبات و دوام

جس کو کیا ہو کسی مرد خدا نے تمام

مرد خدا کا عمل عشق سے صاحب فروغ

عشق ہے اصل حیات، موت ہے اس پر حرام

تند و سبک سیر ہے گرچہ زمانے کی رو

عشق خود ایک سیل ہے، سیل کو لیتا ہے تمام

عشق کی تقویم میں عصر رواں کے سوا

اور زمانے بھی ہیں جن کا نہیں کوئی نام

عشق دم جبریل، عشق دل مصطفیٰ

عشق خدا کا رسولؐ، عشق خدا کا کلام

عشق کی مستی سے ہے پیکر گل تابناک

عشق ہے صہبائے خام، عشق کاس الکریم

عشق فقیہہ حرم، عشق امیر جنود

عشق ہے ابن السبیل، اس کے ہزاروں مقام

عشق کی مضراب سے نغمہ تار حیات

عشق سے نور حیات، عشق سے نار حیات

اقبال

الجزء السادس والعشرا

رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مُحَمَّدٌ الْمَدِيْنِيُّ الْقُرَشِيُّ
 مُحَمَّدٌ الْمَدِيْنِيُّ الْقُرَشِيُّ
 مُحَمَّدٌ الْمَدِيْنِيُّ الْقُرَشِيُّ

تحفة عجائب هدي غرائب الى الله مقبول باركاه شاه كوين حضرت محمد رسول الله

مَجْمُوعَةُ صَلَاةِ الرَّسُولِ

فِي صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باجاز خادم مخلوق الملك سبحان خليفه حضرت شاه جيلان حضرت خواجہ عبدالرحمان صاحب کن قنوج

بسم الصديق اليقين شيخ الهى شيخ محمد جلال الدين تاجران كتيب
 لاہور بازار شہری
 مطبوعہ دارالکتاب لاہور
 مطبوعہ دارالکتاب لاہور

سرورق مجموعۃ صلوة الرسول قدیم ایڈیشن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ بِعِزَّةِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَعِظَمَتِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَبِدُرِّقَةِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 وَبِعِظَمَتِهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أَحْمَدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَا لِكَ يَوْمَ الدِّينِ إِيَّاكَ تَعْبُدُ وَإِيَّاكَ
 نَسْتَعِينُ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ
 عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الَّذِي سَرَى إِلَى مَقَرِّ الرَّحْمَةِ وَحِجَابِ الْعُظْمَةِ
 وَالْمُنَادَى يُنَادِي هَذَا الرَّفِيقُ الْأُمَّةَ وَالشَّفِيقُ كَمَا خَلَقَ اللَّهُ
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الَّذِي قَفَلَ مَسْرَاهُ وَأَعْلَامُ
 عِزِّهِ ظَاهِرَةٌ وَعِظَمَتِهِ فَاحِشَةٌ وَأَنُورِطَلَعَتْهُ السَّعِيدَةُ
 يَا هَرَّةَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الَّذِي جَلَّ عُرُوسُ عِزِّهِ
 لَمْتَيْنِ عَلَى مَعَالِي قُصُورِ أَهْلِ عِلِّيَّينَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا
 مُحَمَّدٍ الَّذِي جَلَّ عُرُوسُ عِظَمَتِهِ وَعِزَّتِهِ مِنْ مَظَاهِرِ الْأَنْبِيَاءِ
 عَلَى عُرُوقِ أَفَاقِ الْعِنَايَةِ الرَّبَّانِيَّةِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 الَّذِي يَقْظُهُ جِبْرِئِيلُ مِنْ مَنَامِهِ إِلَى مَجْلِ تَعْظِيمِهِ وَمُكَلَّلُهُ

مجموعۃ صلوة الرسول کے قدیم ایڈیشن کا ایک صفحہ

حضرت علامہ محمد عبدالحکیم سیالکوٹی المعروف فاضل لاہوری نے اسی لیے فرمایا:

فان ما عرفه علماء الظواهر منها بافكارهم قليل بالنسبة الى ما عرفه الاولياء - حاشیہ بیضاوی
 صلا یعنی علمائے ظاہر کے علوم کی علمائے باطن اور ارباب روحانیت کے علوم کے مقابل کوئی حیثیت نہیں بلکہ وہ اقل قلیل ہیں۔
 بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ رسمی علوم میں کامل دسترس حاصل کئے بغیر ولایت حاصل نہیں ہو سکتی، ان کی دلیل
شبہہ کا ازالہ یہ ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مَا اتَّخَذَ اللَّهُ دَلِيلاً جَاهِلاً" اللہ تعالیٰ نے کسی
 جاہل کو اپنا ولی نہیں بنایا اور غالباً اسی لیے حضرت سعدیؒ نے فرمایا ہے

پئے علم چوں شمع باید گداخت
 کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

یعنی علم کو حاصل کرنے میں اپنے آپ کو شمع کی طرح گھلانا چاہیے کیونکہ بے علم شخص اللہ تعالیٰ کو پہچان نہیں سکتا۔ لیکن اس کا مطلب
 یہ نہیں ہے کہ محض رسمی علوم پر اللہ تعالیٰ کا عرفان اور ولایت کا حصول موقوف ہے اور اس کے بعد ہی روح کی جلاء اور آئینہ
 قلب کی صفائی حاصل ہوتی ہے بلکہ جب عنایت ازلہ شامل ہوتی ہے۔ اور مبدیہ فیاض کا بحر وجود و کرم جوش پر آتا ہے تو
 خوش بخت اور سعادت مند بندوں کے دل و دماغ اور قلوب و ارواح انوار الہیہ سے منور کر دئے جاتے ہیں اور انہیں خدائی علوم
 و دراکات کا مظہر بنا دیا جاتا ہے، حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے تصرف الہمیت سے مجمع العلوم و المعارف بنا کر جنات و ملائکہ پر
 علم میں فائق بنا دیا اور امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمّی ہونے کے باوجود ولی گربنایا بلکہ انبیاء و رسل کا استاد اور مربی
 اور مرشد و رہبر بنایا اور ان کی شریعتوں پر خط نسخ کھینچنے والا اور ان کی کتابوں کو منسوخ فرمانے والا ہے

یتیمیہ کہ ناکردہ قرآن درست

کتب خانہ چند ملت بشت

آپ صرف اپنی اُمت کے لیے کتاب و حکمت کے معلم نہ بنے بلکہ تمام انبیاء و رسل کے لیے بھی معلم حقائق و معارف بنے
 اور استاذ الاساتذہ اور استاذ الکل قرار پائے

نگار من کہ بکتب زفت و خط نوشت

بغزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

لہذا اس میں تعجب اور اچھی کی کیا بات ہو سکتی ہے کہ عالم اسباب اور معمول و عادت جاریہ سے ہٹ کر کرم قدرت کا اظہار
 کرتے ہوئے اللہ رب العزت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل رسمی علوم کی تحصیل کے بغیر ہی بعض ازلہ سعادت مندوں اور جوں
 بختوں کو علم و حکمت اور عرفان کے خزانے عطا فرمادئے اور انہیں حقائق آگاہ اور معارف پناہ اولیاء بنا دئے یعنی ولایت کا
 حصول ان علوم رسمیہ کے حصول کے بعد ہو لیکن طریقہ حصول رسمی نہ ہو۔

خواجہ عبدالرحمن چھوڑوی علیہ الرحمہ کے علم لدنی کی وضاحت از قلم علامہ محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

کہ دین ہاں سنت اقرآن بفضل

ایزد نشان تحفہ عجائب و حیرت غرائب الی اللہ
مقبول بارگاہ شاکرین حضرت محمد مصطفیٰ
مَسْمُوعِ بِهٖ

صَلَاةُ الرَّسُولِ

مقدمہ

از قلم مولانا محمد رفیع صاحب دہلی

حضرت خواجہ نور محمد صاحب دہلی

ساکن چھوہر شریف ضلع ہری پور
صوبہ سرحد پاکستان

سرورق مجموعۃ صلوة الرسول جدید ایڈیشن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

جیسا کہ عرض کیا گیا حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوڑوی علیہ الرحمہ نے قرآن کریم کے سوا کسی سے کچھ نہیں پڑھا حتیٰ کہ کسی سے لکھنا بھی نہ سیکھا، سنت مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کی اور جب فیضان الہی نے جوش مارا تو سینہ مبارک سرچشمہ علم و حکمت بن گیا۔۔۔۔۔ ایک اُمّی محض انکشاف کرتا ہے کہ اس نے ایک کتاب لکھی ہے۔۔۔۔۔ اور کتاب بھی معمولی نہیں۔۔۔۔۔ علم و عرفان کا خزانہ۔۔۔۔۔ اس کتاب کی تدوین میں بارہ سال آٹھ مہینے صرف ہوئے اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی کہ درون خانہ ہنگامے ہیں کیا کیا۔۔۔۔۔ یہ ہے اخفا، یہ ہے تقویٰ۔۔۔۔۔ وصال سے کچھ عرصہ قبل اپنے خلیفہ اعظم حضرت مولانا حافظ سید احمد صاحب سریکوٹی علیہ الرحمہ کو رنگون تحریر فرمایا:

”میں نے ایک کتاب مجموعہ صلوٰۃ الرسول تالیف کی ہے جو بخاری کے طرز پر تیس پاروں پر مشتمل ہے، ہر پارہ قرآن شریف کے پاروں سے کچھ بڑا ہے، اگر ممکن ہو تو وہاں کے لوگوں سے چندہ کر کے اس کتاب کو چھاپ دو تا کہ خلق اللہ کو

اس سے فائدہ ہو۔ (۴۵)

چنانچہ حافظ سید احمد صاحب سریکوٹی علیہ الرحمہ نے رنگون کے ایک

عقیدت مند جناب سیٹھ احمد اللہ صاحب کباہو سے اس کا ذکر کیا، موصوف نے،
 اور رنگون کے دوسرے عقیدتمندوں نے کمرہمت باندھی اور حضرت حافظ
 صاحب علیہ الرحمہ کی نگرانی میں ۱۹۳۳ء میں پہلی بار مجموعہ صلوٰۃ الرسول رنگون
 سے دو جلدوں میں شائع ہوا (۴۶)۔ ۱۹۵۳ء میں حضرت حافظ صاحب علیہ
 الرحمہ ہی کی نگرانی میں تین جلدوں میں اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا۔۔۔۔۔
 جیسا کہ پارہ اول کے سرورق سے ظاہر ہے مجموعہ صلوٰۃ الرسول کا پورا
 نام اس طرح ہے:

”محیر عقول الفحول فی بیان اوصاف عقل العقول

المسمى به مجموعة صلوٰۃ الرسول“

اس کے بعد ۲۹ پاروں کے سرورق پر یہ عنوان ملتا ہے:

”مجموعہ صلوٰۃ الرسول فی صلوتہ وسلامہ صلی اللہ علیہ وسلم“

اس کے تمیں (۳۰) پارے ہیں اور ہر پارے میں حضور اکرم ﷺ کی

کسی نہ کسی خوبی کا بیان ہے گویا کتاب کیا ہے سراپائے نبی کریم ﷺ ہے۔۔۔۔۔

دیدنی اور شنیدنی۔۔۔۔۔ حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ اس کے بارے میں
 فرماتے ہیں:

”یہ کتاب آپ کے علوم و معارف کے دریا کا ایک قطرہ ہے جو

اہل دنیا پر بعد از انتقال پر ملال آپ نے بطور تحدیث نعمت منعم

جل و علا ظاہر فرمایا۔“ (۴۷)

مجموعہ صلوٰۃ الرسول کے تمیں پاروں کی تفصیلات ملاحظہ فرمائیں:

فہرست

(مجموعۂ صلوة الرسول)

الجزء الاول	---	فی نورہ و ظہورہ
الجزء الثانى	---	فی صلوتہ و سلامہ
الجزء الثالث	---	فی بدنہ و اعضائہ
الجزء الرابع	---	فی لباسہ و ملبسہ
الجزء الخامس	---	فی نسبہ و حسبہ
الجزء السادس	---	فی شرفہ و شرافتہ
الجزء السابع	---	فی اسمائہ و صفاتہ
الجزء الثامن	---	فی سيادته و سيده
الجزء العاشر	---	فی اسراءہ و معراجہ
الجزء الحادى والعشر	---	فی تہلیلہ و تسبیحہ
الجزء الثانى و العشر	---	فی حِلْمہ و حُلْمہ
الجزء الثالث و العشر	---	فی دعائہ و التجائہ
الجزء الرابع و العشر	---	فی قالہ و مقالہ

- الجزء و الخامس و العشر ---:--- في نبوته و رسالته
- الجزء السادس و العشر ---:--- في عظمته و عزته
- الجزء السابع و العشر ---:--- في شفاعته و وسيلته
- الجزء الثامن و العشر ---:--- في قدره و اقتداره
- الجزء التاسع و العشر ---:--- في آياته و بشاراته
- الجزء العشرون ---:--- في حبه و محبوبيته
- الجزء الاحدى و العشرون ---:--- في علمه و علم غيبه
- الجزء الثانى و العشرون ---:--- معجزاته و خوارقاته
- الجزء الثالث و العشرون ---:--- في دعواته بتوسل صلواته
- الجزء الرابع و العشرون ---:--- في اوامراه و نواهيہ
- الجزء الخامس و العشرون ---:--- في شهوده و مشهوده
- الجزء السادس و العشرون ---:--- في خلقه و اخلاقه
- الجزء السابع و العشرون ---:--- في قربه و قرابته
- الجزء الثامن و العشرون ---:--- في وصله و معيته
- الجزء التاسع و العشرون ---:--- في لواء حمده و مقام محموده
- الجزء الثلاثون ---:--- في خير خلقه و خير امته

مجموعہ صلوٰۃ الرسول (طبع اول) کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوڑوی علیہ الرحمہ کے ایماء پر مولانا عصمت اللہ سریکوٹی نے اس پر مقدمہ تحریر فرمایا جس میں درود شریف کے فضائل اور تلاوت قرآن کے آداب وغیرہ کا بیان ہے، اس مقدمے کے ساتھ حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے سوانح مبارک کا اضافہ کر کے زیادہ مفید بنا دیا ہے۔ مقدمے کے مطالعے سے مجموعہ صلوٰۃ الرسول کے بارے میں مندرجہ ذیل حقائق معلوم ہوتے ہیں:

- (۱) اس کا مأخذ و مرجع قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ ہیں۔
- (۲) اس کے اور ادو وظائف سو (۱۰۰) سے زیادہ کتب معتبرہ سے نقل کئے گئے ہیں۔
- (۳) یہ طرز و طریقہ جو خواجہ عبدالرحمن علیہ الرحمہ نے اپنا یا ہے متقدمین و متاخرین میں اپنی مثال آپ ہے۔
- (۴) اس کے مطالعہ سے تفسیر و اصول تفسیر، حدیث و اصول حدیث، فقہ و اصول فقہ، منطق و فلسفہ وغیرہ علوم و فنون میں قوت مطالعہ پیدا ہو جاتی ہے۔
- (۵) اس میں ایسے مضامین بھی ہیں جو صرف حضرت خواجہ عبدالرحمن علیہ الرحمہ کے ساتھ مخصوص ہیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول کے اسرار و معارف کو کما حقہ

سمجھنے کے لئے کسی عارف ہی کی ضرورت ہے۔ عارف کی بات عارف ہی سمجھ سکتا ہے۔۔۔۔۔ فکر و فہم کی مختلف منزلیں ہیں۔۔۔۔۔ یہاں علم و فضل ہی کی نہیں عرفان قلب و نظر کی بھی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ مقدمے میں حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے تاثرات بیان کئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول ایک عارف و عالم کی نظر میں کیا مقام رکھتا ہے، یہاں مقدمے سے بعض اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں:

”آپ نے اپنے علوم و معارف، اپنے جذبات عشقیہ اور تصرفات عالم ملکوت و ناسوت اور علوم حقائق و جوہیہ قدمیہ ازلیہ اجمالیہ اور علوم مراتب صفاتیہ امکانیہ تفصیلیہ و اقسام مراتب توحیدیہ و وجودیہ اور شہودیہ وغیرہ کمالات کو اپنی کتاب محیر العقول فی بیان اوصاف عقل العقول میں اجمالاً و تفصیلاً، اشارۃً و کنایۃً بیان فرمایا ہے۔“

یہ کتاب آپ کے کمالات پر شاہد عادل ہے، یہ کتاب آپ کے حسن و جمال کا مظہر اتم ہے، اس کتاب کے علوم کا مأخذ و منبع قرآن حکیم و احادیث رسول کریم ﷺ ہے، اس کے اور ادو وظائف سو سے زائد کتب معتبرہ سے نقل کئے گئے ہیں، اس کتاب میں ایسے مضامین بھی ہیں جو عقلاء و عرفاء کو حیرت میں ڈالتے ہیں، اس کتاب کی ترتیب و نقوش و الفاظ میں کچھ اس قسم کی تاثیر ہے کہ اس کی تلاوت سے تعلق رکھتی ہے، اس کتاب کی تلاوت سے کتب منطق، فلسفہ، فقہ، اصول فقہ، تفسیر، حدیث وغیرہ ادق علوم میں قوت مطالعہ پیدا ہو جاتی ہے۔

یہ کتاب برزخ و جوب و امکان کی معیت میں پایہ تکمیل کو پہنچی ہے۔
 دائرہ اولیہ امکانیہ کے مرکز اعلیٰ سے اس کتاب کے علوم لئے گئے ہیں۔ اس
 کتاب میں ایسے مضامین بھی ہیں جو مخصوص ہیں آپ کے ساتھ، یہ طرز طریقہ جو
 آپ نے اپنی کتاب میں ایجاد فرمایا ہے متقدمین و متاخرین کی تصانیف میں نہیں
 پایا جاتا ہے، چوں کہ ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم صفت علمیہ واجب الوجود ہے اس واسطے
 قرآن حکیم نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات ذاتیہ اجمالیہ کا اظہار فرمایا اور
 کتاب محیر العقول فی بیان اوصاف الرسول حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات صفاتیہ
 تفصیلیہ کو طرق متعددہ کے ساتھ بیان کرتی ہے۔ چوں کہ ذات محمدی، ذات
 واجب الوجود کے لئے صفت اولیٰ اور ممکنات کے ہیولیٰ ہے اجمالاً اور صفات و
 کمالات محمدی واجب الوجود کی صفت ظاہر کے لئے مظہر اتم ہیں تفصیلاً تو شاہنشاہ
 زماں، خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عبدالرحمن صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے
 اپنی کتاب لا جواب میں عقل اول یعنی صفت حقیقیہ ذاتیہ اولیہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 حسن ذاتی و کمالات صفاتی کو اجمالاً و تفصیلاً بطرز عجیب و ترتیب غریب اس طور پر
 بیان فرمایا ہے کہ بڑے بڑے علمائے کالمین و عرفائے راسخین حیرت در حیرت
 ہیں۔

علاوہ برائیں حضور پر نور قدس اللہ سرہ العزیز امی تھے، علوم مروجہ سے
 آپ نابلد تھے، یعنی آپ نے کسی استاد سے علم ظاہری نہیں سیکھا تھا، جو شخص
 آپ کے کمالات کا طالب ہو اس کو چاہیے کہ آپ کی کتاب محیر العقول فی بیان
 اوصاف عقل العفول المسمی بہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول کو غور سے مطالعہ کرے۔ (۴۸)

راقم نے جسے جسے مجموعہ صلوٰۃ الرسول کا مطالعہ کیا، اپنی کم علمی اور تنگ دامانی کے باوجود جو کچھ حاصل کر سکا پیش کیا جاتا ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ جس طرح حق جل مجدہ کی حمد و ثناء کا حق ادا نہیں ہو سکتا اسی طرح حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی تعریف و توصیف کا حق بھی ادا نہیں ہو سکتا:

لو كانت الافلاك اوراقاً و الاشجار اقلاماً و البحار مداً لما
وسعت حصر مناقبه و عدد کمالاته (علیہ السلام) (۴۹)

لیکن اہل ہمت نے اپنی طاقت و ہمت کے مطابق تعریف و توصیف کی ہے، حضرت خواجہ عبدالرحمن نے نعت مصطفیٰ ﷺ کا جو چمن کھلایا، دیکھنے دکھانے کے قابل ہے۔

حکم الہی ہے ”صلوا علیہ وسلم و اتسلیما“ (۵۰)

بعض حضرات نے ”صلوٰۃ“ کے معنی ”دعا“ کے لئے ہیں، بعض نے ”رحمت“ کے اور بعض نے ”تعریف و توصیف“ کے۔۔۔۔۔ مجموعہ صلوٰۃ الرسول کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ”صلوٰۃ“ کے تینوں مرادات و معانی پر محیط ہے۔۔۔۔۔ اس میں دعاء و التجا بھی ہے، اس میں رحمت و برکت بھی ہے، اس میں تعریف و توصیف بھی ہیں۔

دوسری خوبی یہ ہے کہ آیات قرآنیہ کی چمک، احادیث نبویہ کی دمک، اور کیفیات قلبیہ کی جھلک سب کچھ اس میں موجود ہے۔۔۔۔۔ آیات و

رہا ہے !

پانچویں خوبی یہ ہے کہ یہاں الفاظ کا دریا جوش مار رہا ہے اور معانی کا سمندر متلاطم ہے۔۔۔۔۔ عبارت کہیں سادہ و دل آویز، کہیں مقفی و مسجع۔۔۔۔۔ قدم قدم پر صنائع و بدائع کا ظہور۔۔۔۔۔ کہیں الوہیت کا جلال ہے تو کہیں رسالت کا جمال۔۔۔۔۔ کہیں حمد ہے تو کہیں نعت۔۔۔۔۔ تاریخ و سیرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو سمیٹ کر رکھ دیا۔۔۔۔۔ یہی نہیں بلکہ دنیا و آخرت کے تمام شعبوں پر محتوی اور سینکڑوں علوم و فنون پر محیط۔۔۔۔۔

چھٹی خوبی یہ ہے کہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول ۱۰۰ سے زیادہ کتابوں کا ”عطر مجموعہ“ ہے جس کو خواجہ عبدالرحمن علیہ الرحمہ کی روحانیت و فیضان الہی نے اور معطر معنبر بنا دیا ہے۔۔۔۔۔ اس کتاب میں آیات الہیہ اور احادیث نبویہ ﷺ کے علاوہ سینکڑوں صحابہ، تابعین، تبع تابعین، مفسرین و محدثین، مجتہدین اور علماء و صلحاء امت کی روحانیت بیک وقت جلوہ فگن ہے۔۔۔۔۔ اللہ اکبر! کتنے بہت سے دلوں کی یہ آواز ہے!۔۔۔۔۔ کتنے بہت سے پھولوں کا یہ عطر ہے!۔۔۔۔۔ کتنے بہت سے ستاروں کی یہ چمک ہے!۔۔۔۔۔ کتنے بہت سے چشموں کا یہ آبِ زلال ہے!۔۔۔۔۔ اس کی بلندیوں تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔۔۔۔۔ اس کی رفعتوں تک رساں ناممکن ہے۔۔۔۔۔ جب تک مصنف کی فکری و روحانی بلندی تک رسائی حاصل نہ ہو، اس کی تصنیف و تخلیق کو کما حقہ سمجھنا مشکل ہی نہیں، ناممکن ہے۔۔۔۔۔

بے شک مجموعہ صلوٰۃ الرسول اسرار و معارف کا خزانہ ہے۔۔۔۔۔ ایک
ایک صفحے کے شرح کے لئے مجلدات درکار ہیں۔۔۔۔۔ لیکن یہ ہمت کوئی عارف
و عالم کر سکتا ہے۔۔۔۔۔ آئیے اس بحرنا پیداکنار کی ذرا ایک چمک تو دیکھیں۔
وہ آنے والا آیا اور کائنات کا ذرہ ذرہ پکاراٹھا:

اهلا بالحبیب وسهلاً (۵۴)

اس کی سیادت و شرافت کا کیا بیان کیا جائے!

رفع علی رأسہ تاج المحاسن (۵۵)

اور اس کی عظمت و شوکت اور رفعت و منزلت کا کیا ذکر کیا جائے!

الذی انتصب علی العرش لوآہ (۵۶)

اس کے سراپا کا کیا ذکر کیا جائے۔۔۔۔۔ ایک ایک ادا دل و جان کو
کھینچے لیتی ہے اور دل چاہتا ہے کہ رب کریم کے حضور ایک ایک ادا کو شفیع بنایا
جائے۔۔۔۔۔ ہاں اس کے فرق اقدس کا واسطہ، اس کے چہرہ انور کا واسطہ،
اس کے چشم مبارک کا واسطہ، اس کے گوش مبارک کا واسطہ، اس کے لب
مبارک کا واسطہ، اس کی زبان کا واسطہ، اس کے دندان مبارک کا واسطہ، اس
کی ذقن مبارک کا واسطہ، اس کے سینہ مبارک کا واسطہ، اس کے شکم مبارک کا
واسطہ، اس کے پشت مبارک کا واسطہ، اس کے دست مبارک کا واسطہ، اس کی
انگشت مبارک کا واسطہ، اس کے قدم مبارک کا واسطہ، اس کی خاک پائے
مبارک کا واسطہ، ہاں اس کے پیکر اقدس کا واسطہ! (۵۷)

یہاں حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کا گوشہ گوشہ عیاں ہے۔۔۔۔۔

خانگی زندگی، مجلسی زندگی، عسکری زندگی-----عالم ظاہر میں آنے سے پہلے
 اور عالم ظاہر میں آنے کے بعد کی زندگی-----عالم ظاہر سے جانے کے بعد
 سے قیامت تک کی زندگی-----اور قیامت سے ابدالابد تک کی زندگی
 -----یہاں زندگی کا بیان ہے-----حضور ﷺ کی رافت و رقت کا ذکر ہے
 -----رحم و کرم کا بیان ہے، عاجزی و انکساری کا ذکر ہے، اخلاق حسنہ کا کوئی
 گوشہ نہیں جس کو مجموعہ صلوة الرسول میں بیان نہ کیا گیا ہو۔

معراج میں آپ کے مقام اقر بیت کا ذکر اور محبت و عشق کا بیان ہے:

ورای فی الجنة مالا عین رأت ولا اذن

سمعت ولا خطر علی قلب بشر (۵۸)

آپ کے معجزات، قدرت و اختیار، علوم ماکان و مایکون اور اخبار
 غیبیہ کا بیان ہے-----وہ اخبار غیبیہ جن کو دنیا دیکھ چکی، دیکھ رہی ہے اور دیکھتی
 رہے گی-----

”شرق علیہ امور الدارین و علوم الثقلین“ (۵۹)

اللہ اکبر!

لسان الغیب لایحیط احداً (۶۰)

اس لسان الغیب (ﷺ) کے ارشادات و اقوال جن میں زمانے کی
 وسعتیں سمیٹ دی گئی ہیں، ایک نہیں ہزاروں ہیں-----کس کس کو بیان کیا
 جائے-----چند احادیث کا ذکر کیا جاتا ہے شاید کوئی دل پر اثر کر جائے اور

زندگی، زندگی بن جائے۔

- (۱) كفارة الذنب ندامة (ندامت و شرمساری گناہ کا کفارہ ہے)
- (۲) شفاعتی لاهل الكبائر من امتی
(میری امت میں جن لوگوں نے گناہ کبیرہ کئے ہیں میری شفاعت انہیں کے لئے ہے)
- (۳) الراحمون یرحمہم الرحمن
(جو لوگ مہربانی کرتے ہیں مولیٰ تعالیٰ بھی ان پر مہربانی فرماتا ہے)
- (۴) کل معروفہ صدقہ (ہر اچھی بات صدقہ)
- (۵) ابخل الناس من یبخل بالسلام
(جو شخص سلام کرنے میں بخل کرتا ہے وہ پرلے درجے کا کنجوس ہے)
- (۶) السخاوة خلق اللہ (فیاضی اللہ تعالیٰ کی عادت ہے)
- (۷) الحیاء خیر کلہ (۱۱) (حیا سب کی سب نیکی ہے)
- (۸) کثرت الضحک یمیت القلب
(زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے)
- (۹) اذا مدح الظالم اشتدت غضب الرب
(جب ظالم کی تعریف کی جاتی ہے تو قہر الہی جوش میں آجاتا ہے)
- (۱۰) ان اللہ ما اخذ و له ما اعطی

(جو اللہ لے لے وہ بھی اسی کا ہے اور جو دے دے وہ بھی اسی کا ہے)

(۱۱) ان الله يحب الرفق في الامر كله

(اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی کو پسند فرماتا ہے)

(۱۲) اذا وسد الامر الى غير اهله فانتظروا الساعة

(جب ذمہ داری نا اہل کے سپرد کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو)

(۱۳) من تواضع لله رفعه الله

(جو اللہ کے لئے عاجزی و انکساری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلندی عطا

فرماتا ہے)

(۱۴) الموت كفارة لكل المسلم

(موت ہر مسلمان کے لئے کفارہ ہے)

(۱۵) تحفة المومن الموت (موت، مومن کا تحفہ ہے)

(۱۶) ابغض الرجال الى الله الدالخصم

(اللہ کے نزدیک بدترین انسان وہ ہے جو ہر وقت لڑتا جھگڑتا رہتا ہے)

(۱۷) من احب لقاء الله تعالى احب الله

(جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کی چاہت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے

کی چاہت رکھتا ہے)

(۱۸) اكرموا العلماء (علماء کی عزت کرو)

(۱۹) ان خياركم احسنكم اخلاقكم

(بیشک تم میں اچھے وہ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں)

(۲۰) خیار کم اطولکم اعماراً واحسنکم اخلاقاً

(تم میں اچھے وہ ہیں جن کی عمریں دراز ہوں اور اخلاق سب سے اچھے ہوں)

(۲۱) اکمل المؤمنین ایماناً احسنہم خلقاً

(مسلمانوں میں اسی کا ایمان سب سے زیادہ کامل ہے جس کے اخلاق سب سے زیادہ اچھے ہیں)

یہ تمام احادیث مبارکہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول کے درودوں میں اس طرح پرودی گئی ہیں جس طرح لڑی میں موتی پرودیے جاتے ہیں۔ الغرض اس مجموعہ مبارک کی کس کسی خوبی کو بیان کیا جائے اور اس جانِ جاں (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کن کن محامد و محاسن کا ذکر کیا جائے، ---- سچ ہے۔
اللہ ہی کو معلوم ہے تم کون ہو کیا ہو.....!

اللہم نور ظاہری و باطنی بنور

محمد ^{صلی اللہ} ^{علیہ وسلم} وحق باطنی و

ظاہری بحقائق حقیقہ محمد صلی

اللہ علیہ وسلم (۲۲)

آمین بجاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الصلوة والسلام علی سید الانام

صلی اللہ علیہ وسلم

لوح بھی تو قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب
 گنبد آگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
 عالم آب و خاک تیرے ظہور سے فروغ
 ذرہ ریگ کو دیا تونے طلوع آفتاب
 شوکتِ سخر و سلیم تیرے جلال کی نمود
 فقر جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب
 شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
 میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب
 تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پاگئے
 عقل غیاب و جستجو! عشق حضور و اضطراب
 تیرہ وتار ہے جہاں گردش آفتاب سے
 طبع زمانہ تازہ کر جلوۂ بے حجاب سے
 اقبال

صلوة وسلام

فانظر و تفكر في قوله سبحانه وتعالى ان الله
 وملائكته يصلون على النبي يا ايها الذين امنوا
 صلوا عليه وسلموا تسليماً فقد صل عليه
 بنفسه اولاً ، و امر ملائكته بالصلوة عليه ثم
 امر المؤمنين بان يصلون عليه فثبت بهذا ان
 الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم
 افضل العبادات .

(نور محمد بن صالح نار وواله: دليل الخيرات (١٣١٩هـ) مطبوعه دہلی، ص ٢)

صلوة وسلام:

اعلان فرمایا ورفعنالک ذکرک۔۔۔۔۔ جس کے ذکر کو
 رب کریم اونچا کرے اس کو کون نیچا کر سکتا ہے؟۔۔۔۔۔ چشم عالم نے رفعت
 شان ورفعنالک ذکرک دیکھی، دیکھ رہی ہے اور دیکھتی رہے گی۔۔۔۔۔
 بحر اکابیل کے مغربی کنارے سے لے کر دریائے ہوانگ ہو کے مشرقی کنارے
 تک کے رہنے والوں میں کون ہے جس نے صبح کے روز افزا جھونکوں کے ساتھ
 اذان کی آواز نہ سنی ہو؟۔۔۔۔۔ جس نے رات کی خموشی میں اشہد ان محمد رسول
 اللہ کی سریلی آواز کو جاں بخش نہ پایا ہو؟۔۔۔۔۔ مشہور مؤرخ فلپ کے ہستی
 نے ایک جگہ لکھا ہے اسلام دنیا میں اس قدر پھیل چکا ہے، کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا
 کہ دنیا کے کسی نہ کسی گوشے میں اذان کی آواز بلند نہ ہو رہی ہو۔۔۔۔۔ ایک ایسا
 تسلسل ہے جو لامتناہی ہے۔۔۔۔۔ سبحان اللہ! سلسلہ ذکر مصطفیٰ۔۔۔۔۔ لایزال
 ولا زوال ہے

نعرۂ مستانہ خوش می آیدم
 تابد جانان چنیں می بایدم

اور یہ رفعت شان ہی کا کرشمہ ہے کہ جب انگلستان کے مشہور ادیب
 تھامس کارلائل نے نبیوں اور رسولوں کی مبارک سیرتوں کو پرکھا تو اس کو صرف
 اور صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت مبارکہ ایسی تابناک نظر آئی کہ وہ
 آپ کو رسولوں کا سردار قرار دینے بغیر نہ رہ سکا۔۔۔۔۔

ارشاد ہوتا ہے ورحمتی وسعت کل شیء۔۔۔۔۔ میری
 رحمت کائنات کی ہر شے پر چھائی ہوئی ہے۔۔۔۔۔ کوئی شے نہیں جو آغوش
 رحمت سے باہر ہو۔۔۔۔۔ اور یہ بھی فرمایا وما ارسلناک الا رحمة
 للعالمین۔۔۔۔۔ تم کو نہیں بھیجا مگر ہاں بھیجا،۔۔۔۔۔ دونوں عالم کے لئے
 رحمت بنا کر بھیجا۔۔۔۔۔ وہ رحمت بن کر آئے اور کائنات پر چھا گئے۔

یہ مہر و کواکب ، یہ ذرّے ، یہ غنچے
 جو ہے آپ ہی کی ثناء کر رہا ہے

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا یہا
 الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (۲۵)
 بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب
 بتانے والے پر۔ اے ایمان والو ان پر درود اور خوب
 سلام بھیجو۔

نعت مصطفیٰ ﷺ کا یہ گجر ماہ شعبان المعظم ۲ھ / ۶۲۳ء میں مدینہ منورہ
 میں آسمان کی بلندیوں سے اتر اور اہل زمیں کو ہمدوش ثریا کر گیا۔۔۔۔۔ اسی
 نزول رحمت کی وجہ سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اس ماہ مبارک میں
 سات سو بار درود شریف پڑھنے کی زیادہ فضیلت بتاتے ہیں۔۔۔۔۔ ویسے آیت
 شریفہ میں لفظ ”یصلون“ ہمیشگی و استمرار پر دلالت کرتا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے

کہ مولیٰ تعالیٰ اور فرشتے ہمہ وقت درود پڑھتے رہتے ہیں، مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ وہ ہمہ وقت درود سلام بھیجتے رہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کو یہ فخر حاصل رہا ہے کہ فرشتوں نے ان کو سجدہ کیا اور فخر آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فخر حاصل ہوا کہ نہ صرف فرشتوں نے آپ پر درود بھیجا بلکہ مکین لامکاں نے بھی درود بھیجا اور کائنات ارضی و سماوی کے سب مکینوں کو حکم دیا کہ وہ درود و سلام بھیجا کریں۔۔۔۔۔ ہاں ایک جان جاں ہے۔۔۔۔۔ دیکھو دیکھو ان کے مولیٰ نے محبوبیت کی کس بلند مسند پر بٹھایا ہے!۔۔۔۔۔ مولیٰ تعالیٰ کی نظر اس طرف، فرشتوں کی نظر اس طرف، بندوں کی نظر اس طرف۔۔۔۔۔ جس کو دیکھو اس طرف دیکھ رہا ہے، بیشک۔

کعبہ کا کعبہ روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم :

فاذ کرونی۔۔۔۔۔ مجھے یاد کرو۔۔۔۔۔ مگر وہ تعالیٰ تو محمد الرسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر رہا ہے۔۔۔۔۔ من احب شی اکثر ذکرہ۔۔۔۔۔ اس کو یاد کرنا یقیناً بڑے فضل کی بات ہے مگر جس کو وہ یاد کر رہا ہے اس کو یاد کرنا بڑے فخر کی بات ہے۔

وہ گھڑی کب آئی جب رحمت کی پھوار پڑی اور درود سلام کے گجرے

پیش کیئے گئے؟۔۔۔۔۔ کوئی تو بتاؤ، کچھ تو بتاؤ؟۔۔۔۔۔ کوئی نہیں بتا سکتا

۔۔۔۔۔! فضائیں خاموش تھیں۔۔۔۔۔ اسی کے نور سے جگمگا رہی تھیں۔۔۔۔۔

اچانک غلغلہ صلوة و سلام بلند ہوا۔۔۔۔۔ ہاں وہ آگئے جن کے دم سے رونق

کائنات ہے۔۔۔۔۔ یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

----- فضائے بسیط میں یہ آواز گونج رہی ہے ----- اہل محبت سر اپنا نظر بنے
 مولیٰ کو دیکھ رہے ہیں اور زباں پر یہ نعرہ مستانہ ہے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
 شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

درود سلام کے گجرے چشمِ مصطفیٰ ﷺ کی ٹھنڈک ہیں -----

وجعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ ----- کہنے والے بھی کہتے ہیں کہ اس
 جانِ جاںِ علیؑ نے یہی فرمایا کہ درود و سلام کو میری آنکھ کی ٹھنڈک بنا دیا ہے
 ----- کیوں نہ ٹھنڈک ہو کہ خود محبوبِ رحمتہ للعالمین درود کی برسات برسا رہا
 ہے۔

سورۃ احزاب جس میں صلوٰۃ و سلام کا حکم دیا، نعتِ مصطفیٰ ﷺ پر مشتمل
 ہے، پوری سورت کا مزاج نعتیہ ہے ----- اس میں حضور اکرم ﷺ کی
 روحانیت و اقربیت، متابعت، عنایت خاص، عظمت، حاکمیت، نعمت و رحمت،
 رسالت و خاتمیت، عنایت و رخصت خاص، رحمت خاص، محبت خاص کا ذکر
 جلیل ہے ----- ذرا سورۃ احزاب کی یہ آیات ملاحظہ ہوں:

(۱) النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم (۲۶)

یہ غیب کی خبر بتانے والے نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ
 مالک ہے۔

(۲) لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة لمن كان

يرجوا الله واليوم الآخر و ذكر الله كثيرا . (۶۷)

بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لئے کہ اللہ اور پچھلے

دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

(۳) ومن يقنت لله ورسوله وتعمل صالحا نؤتها

اجرها مرتين (۶۸)

اور جو تم میں فرماں بردار ہیں اللہ اور رسول کا اور اچھا کام کرے،

ہم اسے اوروں سے دو گنا ثواب دیں گے۔

(۴) ينساء النبي لستن كما حد من النساء (۶۹)

اے نبی کے بیوی! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

(۵) واطعن الله ورسوله (۷۰)

اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو

(۶) وما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان

يكون لهم الخيرة من امرهم (۷۱)

اور نہ کسی مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم دیں تو

انہیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار نہیں۔

(۷) واذ تقول للذي انعم الله عليه و انعمت عليه (۷۲)

اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت

دی اور تم نے اسے نعمت دی۔

(۸) ماکان محمد اباً احد من رجالکم ولكن رسول الله و

خاتم النبیین . (۷۳)

محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔

(۹) هو الذی یصلی علیکم وملئکتہ لیخر حکم من

الظلمت الی النور . (۷۴)

وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیریوں سے اجالے کی طرف نکالے۔ (۷۵)

(۱۰) وامرأة مومنة ان وهبت نفسها للنبي ان اراد النبي ان

یستنکحها خالصة لک من دون المومنین . (۷۶)

اور اے ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کر دے، اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے، یہ خاص تمہارے لئے ہے، امت کے لئے نہیں

(۱۱) یا ایہا الذین آمنوا لاتدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم

اذا دعیتم فادخلوا فاذا اطعمتم فانتشروا . (۷۷)

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ۔۔۔۔۔ ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق

ہو جاؤ۔۔۔۔۔

(۱۲) ان الذی یوذنون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا

والآخرة واعدلہم عذاب مہینا (۷۸)

بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے، دنیا و آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(۱۳) ومن بطع اللہ رسولہ فقد فاز فوزا عظیما (۷۹)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔

مندرجہ بالا آیات شریفہ سے معلوم ہوا کہ سورہ احزاب کا مزاج نعتیہ و مدحیہ ہے اور کیوں نہ ہوتا کہ اس میں نہ صرف حق جل مجدہ نے حضور اکرم ﷺ کی تعریف و توصیف بیان فرمائی بلکہ مسلمانوں کو اس کا حکم دیا اور ساتھ ہی یہ فہمائش بھی کی کہ جس کسی نے اپنے قول و عمل سے حضور اکرم ﷺ کا دل دکھایا اس پر خدا کی لعنت ہے اور آخرت میں ذلت و رسوائی کا عذاب، یہاں ارشاد ہوتا ہے:

ان اللہ وملتکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا

صلوا علیہ وسلموا تسلیما (۸۰)

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

عربی میں صلوة کے معنی ”دعا“ اور رحمت کے آتے ہیں۔ بعض مفسرین نے اس کے معنی ”تعریف و ثنا“ کے بھی لئے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”مسلمانو! تم اپنے خدا کی اطاعت کرو اور فرشتوں کی موافقت کرو، اور اپنے نبی ﷺ پر درود بھیجو، تمہارا اور فرشتوں کا درود بھیجنا یہی ہے کہ تم اپنے پروردگار سے دعا مانگو کہ ان پر درود بھیجے اور رحمت فرمادے۔ تم میں کہاں قدرت و طاقت کہ تم ان پر درود بھیج سکو اور تم کو اتنی کہاں پہچان کہ حضور کی قدر و منزلت اور شان کو جان سکو اور اس کے مطابق درود بھیج سکو، ہاں پروردگار عالم تقدس شانہ پہچانتا ہے (۸۲)“

یہاں حضرت شیخ قدس سرہ العزیز نے ”صلوة کے معنی ”دعا“ اور ”رحمت“ کے لئے ہیں۔ لیکن آپ نے اس کے معنی تعریف و ثنا کے بھی لئے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

”لہذا حق تعالیٰ نے عالم علوی و سفلی سب کو حضور ﷺ کی دعا و ثناء میں مجتمع فرما کر آپ کے فضائل و مناقب کا اولین و آخرین میں اعلان فرما دیا۔ (۸۳)“

مفتی اعظم ہند حضرت شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ لفظ ”صلوة“ پر بحث کرتے ہوئے اپنے مواعظ شریفہ میں ایک جگہ فرماتے ہیں:

”عربی میں صلوة کے لغوی معنی ”دعاء“ کے ہیں لیکن یہ معنی

باری تعالیٰ کے حق میں صحیح نہیں ہوتے اس لئے بعض مفسرین نے اس کے معنی ”رحمت“ کے لئے ہیں لیکن بقول صاحب روح البیان یہ معنی بھی صحیح نہیں کیوں کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے:

اولئک علیہم صلواة من ربہم ورحمة (بقرہ، ۱۵۷)

یہاں ”رحمت“ کا عطف، صلواة پر ہے اور عطف مغائرت کا مقتضی ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ”رحمت“ صلواة کا غیر ہے اور جب ”رحمت“ صلواة کا غیر ہے تو اس کا عین کیسے ہو سکتا ہے؟۔۔۔۔۔ اس لئے ان علماء کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے جو اس کے معنی صفت و ثنا کے لیتے ہیں تو اب آیہ کریمہ کے معنی یوں ہوں گے:

”اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام ملائک حضور کی صفت و ثناء بیان کرتے ہیں تو مسلمانو! تم بھی ان کی تعریف اور صفت و ثناء بیان کرو۔“ (۸۶)

فضائل درود شریف :

لوگ درود شریف کے فضائل کی تلاش میں سرگرداں نظر آتے ہیں۔۔۔۔۔ بیشک اس کے فضائل ہیں۔۔۔۔۔ بکثرت فضائل، لامحدود فضائل، لامتناہی فضائل۔۔۔۔۔ لیکن ایک عاشق کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی اور اس سے بڑی اور کیا دولت ہوگی کہ محبوب اس کو اپنا بنا کر اپنی یاد میں مصروف رکھے۔

عاشق ہمہ روز مست و شیدا بادا !

اس مستی کی کوئی قیمت نہیں ---- اس سرشاری کا کوئی مول نہیں
 ---- مبارک ہیں وہ عشاق جن کی نظر میں محبوب ایسا سما یا کہ پھر کوئی نہ سما سکا
 ---- دیوانہ تلاش فضائل میں سرگرداں نہیں ---- وہ تو جستجوئے محبوب میں
 سرگرداں ہے ---- اس کا مطلوب و مقصود اپنی ذات نہیں۔ محبوب کی ذات
 ہے

گفتم ”چو جوئی؟“ گفتا ”دل و جاں“
 گفتم ”چہ خواہی؟“ ، گفتا ”غلامے!“

محبت ادب آموز حیات ہے ---- بڑی غیور ہے ---- محبوب کے
 سوا کسی کو خاطر میں نہیں لاتی ---- جو دعویٰ محبت کرتا ہے اور محبوب کے سوا کسی
 اور شے کی آرزو رکھتا ہے اس نے محبت کرنی نہ جانی۔

عشق اور مزدوری عشرت گہ خسرو کیا خوب !
 ہم کو منظور نکونامی فرہاد نہیں
 اہل محبت کی دولت سوز عشق ہے ، نفس شرر بار ہے ، چشم اشکبار ہے
 ---- وہ کسی قیمت پر یہ دولت نہیں گنوا سکتے ---- ان کی تو یہ آرزو رہتی ہے :

یارب	نفس	شرارہ	بیزم	بخشد
یارب	مژہ	دجلہ	ریزم	بخشد

بے سوز غم عشق مبادا زہار
جانے کہ بروز رستخیزم بخشند

لذت سوز جگر کے سامنے جنت کیا چیز ہے! ---- جنت تو جنت،
جان بھی کوئی چیز نہیں ---- جب ان کا مکھڑا دیکھیں گے ---- منہ دکھائی میں
عشاق جانیں نذر کر دیں گے ---- بلاشبہ اہل محبت کو مولیٰ تعالیٰ نے یہی
حوصلہ عطا فرمایا ہے:

قانع نیم - ار بہشت نیزم بخشند
از بخشش خاص تاچہ چیزم بخشند
امید کہ صرف رونمائی تو شود
جانے کہ بروز رستخیزم بخشند

ہر چیز جان ہی کے لیے پیاری ہوتی ہے ---- جب محبوب کے لئے
فداکاری کا یہ جذبہ ہو کہ

بر دوست فدا کنم بصد گونہ نشاط
جانے کہ بروز رستخیزم بخشند
تو پھر نگاہ عشق میں اس کے سوا کون سما سکتا ہے؟ ---- کوئی نہیں
---- اس عشق خانہ ویراں ساز کی ہمت بلند تو دیکھو، کیا کہہ رہا ہے؟

دو عالم قیمت خود گفتہ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز!

ہاں ”دو عالم قیمت خود گفتم“۔۔۔۔۔ ان کی نگاہ ناز کے سامنے دو عالم کیا چیز ہے۔۔۔۔۔؟ سنو سنو قرآن حمید کیا کہہ رہا ہے:

قل ان كان اباؤكم و ابناءكم و اخوانكم
 و ازواجكم و عشيرتكم و اموالكم
 اقتربتمواھا و تجارة تخشون كسادھا و مسكن
 ترضونها احب اليكم من الله و رسوله و جهاد في
 سبيله فتربصوا حتى ياتى الله بامرہ ط و الله
 لا يهدى القوم الفسقين (۸۵)

سب ہی کچھ ہو گیا ان کا ، ہمارا کیا رہا حسرت
 نہ دین اپنا، نہ دل اپنا، نہ جاں اپنی ، نہ تن اپنا

سارے عالم سے بڑھ کر اس سے پیار کرو۔۔۔۔۔ ہاں اپنی جاں سے
 بھی زیادہ۔۔۔۔۔ تو جب ایسا پیار اسامنے ہو اور دل کی دنیا میں وہی بسا ہو تو پھر
 عاشق کو اور کیا چاہیے؟۔۔۔۔۔ ہاں دیدہ و رعاشق کی نظر میں دید معشوق سے
 بڑھ کر کوئی فضیلت نہیں ہے

مقصود منی و جز تو کس درد من
 واللہ کہ نیست ثم باللہ کہ نیست

مگر پھر بھی کچھ نظریں فضائل درود شریف کی طلب گار معلوم ہوتی ہیں۔۔۔۔۔ صرف ان کے لئے احادیث مبارکہ سے بعض فضائل نقل کیئے جاتے ہیں:

(۱) جو مجھ پر ایک بار درود شریف بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت

نازل فرمائے گا۔ (مسلم شریف بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

(۲) جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل

فرمائے گا، اس کے دس گناہ معاف فرمائے گا اور اس کے دس درجے

بلند فرمائے گا۔ (نسائی شریف بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ)

(۳) مجھ پر اکثر درود پڑھنے والا قیامت کے دن میرے زیادہ قریب

ہوگا۔ (ترمذی شریف بروایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

(۴) اللہ تعالیٰ کے بہت سے فرشتے زمین پر سیاحت کرتے ہیں اور میری

امت کا سلام میرے پاس پہنچاتے ہیں۔

(سنن الدارمی، نسائی شریف بروایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

(۵) جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح کو میرے پاس لوٹا

دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

(ابوداؤد شریف بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

(۶) تمہارا درود میرے پاس پہنچتا ہے خواہ تم کہیں ہو۔

(نسائی شریف بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

(۷) اس کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ

درود نہ پڑھے۔

(ترمذی شریف بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ و کتاب الشفا، ص ۳۳۶)

(۸) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اپنی دعا کا سارا وقت درود شریف کے لئے وقف کر دیا تو حضور ﷺ نے فرمایا:

”یہ کفایت کرے گا اور تیرے دین دنیا کے مقاصد کو پورا کرے گا اور تیرے گناہ دور کیئے جائیں گے۔“

(ترمذی شریف، بروایت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ)

(۹) جب نماز پڑھ چکو تو آخر میں بیٹھو اور خدا کی تعریف کرو جو اس کی عظمت کے مناسب ہو پھر مجھ پر درود پڑھو پھر اللہ سے جو چاہو مانگو

(ترمذی شریف، ابوداؤد شریف بروایت حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ)

(۱۰) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے میں نماز پڑھ کر بیٹھا، خدا کی تعریف کی پھر نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا اس کے بعد اپنے لیے دعا کی۔ (یہ سن کر) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مانگ، دیا جائے گا، مانگ، دیا جائے گا!

(ترمذی شریف، بروایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

(۱۱) وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود

نہ بھیجے۔ (ترمذی شریف، مسند احمد، بروایت حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم)

(۱۲) جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس

پر ستر بار درود بھیجتے ہیں۔ (مسند احمد بروایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ)

(۱۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”جو شخص آپ ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا

میں اس پر رحمت بھیجوں گا اور جو شخص آپ ﷺ

پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلام بھیجوں گا“

(حضور اکرم ﷺ نے طویل سجدے سے فارغ ہو کر بروایت حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ کلمات ارشاد

فرمائے جو بروایت حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، ہم تک پہنچے)

(۱۴) جب تک تم اپنے نبی ﷺ پر درود نہ بھیجو دعا اس وقت تک زمین و آسمان

کے درمیان رہتی ہے اور اس میں سے کوئی چیز اوپر نہیں چڑھتی۔

(ترمذی شریف بروایت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ)

شیخ ابوسلیمان دارائی (عبدالرحمن شامی - م ۲۱۵ھ) نے کیا خوب

فرمایا ہے کہ دعا کے اول و آخر درود بھیجو کیوں کہ درود سلام تو قبول ہوگا ہی، کیا

اس کے کرم سے یہ بعید ہے کہ درود سلام قبول فرمائے اور بیخ کی دعا قبول نہ

فرمائے۔ (۸۶)

(۱۵) مجھ پر اکثر درود بھیجا کرو کہ درود تمہارے لئے زکوٰۃ ہے۔

(یعنی گناہوں سے پاک کرنے کا ذریعہ) (حسن حسین ص ۳۳۵، بروایت حدیث)

بیشک درود شریف ہر وقت اور ہر آن مٹم رحمت و برکت ہے لیکن جمعہ

کو زیادہ فضیلت ہے جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں:

”فضیلت در استحباب صلوٰۃ برسید کائنات ﷺ شامل کل احوال
و جمیع اوقات است ولیکن در شب جمعہ و روز جمعہ افضل و احب

است از جهت شرف ایں شب دایں روز“ (۸۷)

چنانچہ حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے جذب القلوب کی ایک فصل میں جمعہ
کے روز درود شریف پڑھنے کی فضیلت کا بیان کیا ہے (۸۸)۔۔۔۔۔ دوسری فصل
میں پیر کے روز درود شریف پڑھنے کی فضیلت کا بیان ہے (۸۹)۔۔۔۔۔ تیسری
فصل میں خاص خاص وقت اور مقام پر درود شریف پڑھنے کا بیان ہے (۹۰)
۔۔۔۔۔ چوتھی فصل میں درود شریف کی برکات سے روایت نبی اکرم ﷺ کا ذکر
ہے (۹۱)۔ چھٹی فصل میں مختلف درود شریف کی افضلیت پر بحث فرمائی ہے (۹۲)۔
بہر کیف درود شریف پڑھنے کے لئے جمعۃ المبارک اور شب جمعۃ
المبارک نہایت ہی مبارک و محمود ہے۔ اس سلسلے میں جو احادیث شریفہ وارد
ہوئی ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

(۱) افضل ایامکم یوم الجمعة، فیہ خلق ادم و فیہ قبض

و فیہ النفخة و فیہ الصعقة و اکثر و اعلى من و الصلوة فیہ

فان صلوتکم تعرض علی فادعولکم و استغفر (۹۳)

(رواہ ابوداؤد)

(۲) اکثر و اعلى من الصلوة و لیلۃ الغراء و الیوم الاغر و فی

روایۃ فی اللیلۃ الزھر و الیوم الازھر (۹۴)

(۳) من صل علی فی لیلۃ الجمعہ مائۃ صلوة قضی اللہ لہ
 مائة حاجتہ ، سبعین حاجۃ من امور الدنیا و ثلاثین من
 امور الآخرہ (۹۵)

(۴) من صل علی یوم الجمعة ثمانین مرة غفرت ذنوبہ
 ثمانین سنة - (۹۶)

ایک مغربی فاضل نے تحقیق کی کہ آخر کیا وجہ ہے کہ درود پڑھ کر دم
 کرنے سے بعض مریض شفا یاب ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔ اس نے اپنے تحقیق کے
 نتیجے میں یہ انکشاف کیا کہ جب درود پڑھ کر دم کیا جاتا ہے تو درود پڑھنے والے
 کے منہ سے برقی لہریں پھوٹتی ہیں جو مریض سے مس ہو کر اس کو شفا یاب کرتی
 ہیں۔۔۔۔۔ وہ لکھتا ہے کہ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ نورانی لہریں کیسے پیدا ہوتی ہیں
 ۔۔۔۔۔ سچ ہے سائنس کے پاس ”کیا؟“ کا جواب ہے ”کیوں؟“ کا جواب
 نہیں!

غور کرو جس کے نام نامی لینے سے نور کی شعاعیں پھوٹنے لگیں تو وہ
 خود کتنا نورانی ہوگا۔۔۔۔۔ ہاں اس سرچشمہ نور، فیض یافتہ نور، پیکر نور پر درود
 سلام بھیجوتا کہ جسمانی کثافتیں دور ہوں اور نورانی لطافتیں پیدا ہوں۔۔۔۔۔
 آنکھیں بینا ہوں، دل روشن ہوں، کان کھل جائیں اور پھر وہ نظر آنے لگے جو
 کثافت والے نہیں دیکھ سکتے۔۔۔۔۔ وہ سننے لگیں جو کثافت والے نہیں سن سکتے
 ۔۔۔۔۔ وہ محسوس کرنے لگیں جو کثافت والے نہیں محسوس کر سکتے۔۔۔۔۔ دل کی

دنیا میں انقلاب آجائے۔۔۔۔۔ پھر ہم، ہم نہ رہیں۔

جب دل میں تم ہی تم ہو تو پھر ہم کیا؟

ہم نور و بشر کی الجھن میں پڑے ہوئے ہیں حالاں کہ جدید تحقیقات بتا رہی ہیں کہ کائنات کا ذرہ ذرہ نورانی ہے۔۔۔۔۔ جب ان ذروں کا یہ عالم ہے تو اس سرچشمہ نور کا کیا عالم ہوگا جس کی صدقے زمین و آسمان آباد کئے گئے۔۔۔۔۔ ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کی نورانیت کی بات کرتے ہیں، فاضل مغرب کہتا ہے کہ صرف نام نامی کا کمال یہ ہے کہ نام لیتے ہی نورانی شعاعیں پھوٹنے لگتی ہیں مگر ہم دیکھ نہیں سکتے ہیں اس لئے ہم انکار کر دیتے ہیں۔۔۔۔۔

امام بخاری و امام مسلم کے استاذ الاستاذہ عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام رضی اللہ عنہ نے اپنی مصنف میں ایک روایت نقل کی ہے جس میں سب سے پہلے نور مصطفیٰ ﷺ کی تخلیق کا ذکر ہے۔۔۔۔۔

قد خلق قبل الاشياء نور نبيك من نوره فجعل

ذلك النور بدور بالقدرة حيث شاء الله تعالى.

درود ماثورہ:

غیرت عشق و محبت اور پاس عبدیت اس کی مقتضی نہ تھی کہ محبوب کے علاوہ کوئی دوسرا صفت و ثناء بیان کرتا۔۔۔۔۔ شان محبوبیت ذرا دیکھئے کہ نظر صرف اور صرف اسی پر رہی، مولیٰ بندوں سے فرما رہا ہے کہ تم درود سلام بھیجو

---- مگر محبوب رب العالمین اپنے غلاموں سے کہلو ارہے ہیں کہ مولیٰ بس تو ہی درود و سلام بھیج ---- اللهم صل علی محمد!

جب حضور اکرم ﷺ سے صحابہ کرام نے عرض کیا آپ پر درود کس طرح بھیجیں تو آپ نے درود ابراہیمی تلقین فرمایا جو مشہور و معروف ہے۔ ایک روایت میں یہ درود اس طرح ہے:

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَازْوَاجِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَازْوَاجِهِ
وَذُرِّيَّاتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اَنْكَ
حميد مجيد (۹۹)

ایک اور روایت میں درود ابراہیمی اس طرح بھی آیا ہے:

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَازْوَاجِهِ
اَمْهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّاتِهِ وَاهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اَنْكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ (۱۰۰)

آیت کریمہ ان اللہ وملكته میں ”صلوٰۃ و سلام“ دونوں کی تلقین فرمائی گئی ہے لیکن چوں کہ ”سلام“ التحیات میں پہلے ہی تلقین کیا جا چکا تھا اس لئے درود ابراہیمی میں صرف ”صلوٰۃ“ تلقین فرمایا اور اس کے بعد فرمایا:

والسلام كما قد علمتم (۱۰۱)

صحابہ کرام نے نماز میں درود پڑھنے کا طریقہ دریافت کیا تھا اس لئے

درود ابراہیمی کہ نماز کے ساتھ مخصوص رکھا گیا اور سیاق و سباق حدیث بھی اس کا مقتضی تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے جو بھی درود شریف تلقین فرمائے ان سب میں کمال عجز و انکساری کا اظہار ہے کیوں کہ آپ سر اپا عجز و انکسار تھے۔ خود فرماتے ہیں:

والعجز فخری (۱۰۲)

مولیٰ تعالیٰ مومنین سے ارشاد فرمائے کہ تم ہمارے محبوب کی صفت و ثنا کرو اور مومنین سرکار سے عرض کریں کہ ہم آپ کی کیا تعریف و توصیف کریں، تو بتاؤ سر اپا نیاز اپنی کیا تعریف و توصیف فرماتا؟ --- اس کے عجز و انکسار کا تو یہ عالم ہے کہ فرماتا ہے:

(۱) یالیت رب محمد لم یخلق محمدا

اے کاش محمد کے رب نے محمد کو نہ پیدا کیا ہوتا (ﷺ)

(۲) یالیتنی کنت ورقة شجرة یأکل الانعام

اے کاش میں درخت کا پتہ ہوتا کہ چوپائے اس کو کھا جاتے۔ (۱۰۳)

اس لئے درود ماثورہ کو حجت بنا کر درود غیر ماثورہ کو رد کرنا عقل و

دانائی کہ خلاف ہے، آیت کریمہ کے مطلق حکم صلوا علیہ وسلموا

تسلیمما کو محدود کرنا اور خدا کے حکم پر اپنا حکم نافذ کرنا ہے۔

درود ابراہیمی کے علاوہ حضور اکرم ﷺ سے دوسرے درود بھی

منقول ہیں۔۔۔۔۔ امام سخاوی نے القول البدیع میں درود ماثورہ کے چالیس
 صیغے نقل فرمائے ہیں۔۔۔۔۔ شرح سفر السعادة میں ۳۲ صیغے نقل کیے ہیں (۱۰۵)
 ۔۔۔۔۔ جذب القلوب میں ۱۳، صیغے نقل کئے ہیں (۱۰۶)۔۔۔۔۔ اور اسی طرح
 شفاء الاسقام میں بھی بہت سے صیغے نقل کیے گئے ہیں۔

امام نووی علیہ الرحمہ نے تمام درود ماثورہ میں وارد الفاظ کو یکجا کر کے
 مندرجہ ذیل جامعہ درود شریف ارشاد فرمایا ہے:

اللهم صل على محمد عبدك ورسولك النبي
 الامي و على آل محمد وازواجه وذريته
 كما صليت على ابراهيم و على آل ابراهيم
 وبارك على محمد و النبي الامي و على آل
 محمد وازواجه وذرية كما باركت على ابراهيم
 و على آل ابراهيم في العالمين انك حميد

مجيد (۱۰۸)

ياسيد الانام درود جناب تو

ورد زبان ماست مه وسال و صبح و شام

نزدیک توچہ تحفہ فرستیم مازدور

دردست ہمیں صلوات است والسلام

درود غیر ماثورہ:

صبا تحت شوقم باں جناب رساں
حدیث ذرء مسکین بہ آفتاب آسماں

وہ جان جاں، عالم ظاہر سے پردہ فرما چکا ہے۔۔۔۔۔ فرقت کے
مارے بچپن و بیقرار ہیں۔۔۔۔۔ حال دل کس سے کہیں؟۔۔۔۔۔ کہاں
جائیں؟۔۔۔۔۔ دیکھو دیکھو لاڈلی بیٹی فاطمۃ الزہرا (رضی اللہ عنہا) تربت
پاک پر حاضر ہیں، ایک مشت خاک اٹھا کر آنکھوں سے لگائی اور رونے لگیں
(۱۰۹)۔۔۔۔۔ اور دیکھو حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے لپٹ کر
بجود ہو گئے۔

وہ ہمارے قریب ہوتے ہیں
جب ہمارا پتا نہیں ہوتا

مروان نے پوچھا ”تمہیں خبر ہے کیا کر رہے ہو؟“۔۔۔۔۔ فرمایا
”ہاں خبر ہے، میں سنگ دشت کے پاس نہیں آیا میں تو رسول اللہ ﷺ کے
حضور حاضر ہوا ہوں“

عاشق نہ شدی و محنت الفت نہ کشیدی
کس پیش تو غم نامہ ہجراں چہ کشاید؟

جو راحت جاں تھا، سامنے نہیں ہے۔۔۔۔۔ دل لوٹ رہا ہے، آنکھیں

ترس رہی ہیں۔

ہمیں زمیں سے کیا غرض ہے آسماں سے کیا غرض
غم جہاں سے کیا غرض، حضور غمگسار ہیں

دیکھورات کی تنہائیوں میں یہ کیا آواز آرہی ہے؟۔۔۔۔۔ فاروق
اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ درد بھری آواز سن کر رک جاتے ہیں۔۔۔۔۔ غمگدے
میں چراغ جل رہا ہے۔۔۔۔۔ ایک بوڑھی فداکارہ روئی دھنک رہی ہے اور
عالم کیف میں یہ گاتی جاتی ہے۔

علی محمد صلوة الابرار
صل علیہ الطیبون الاخیار

یہ نغمہ جان سوز سن کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دل پر چوٹ سی لگی،
وہیں بیٹھ گئے اور دیر تک روتے رہے۔

چین آتا نہیں ذرا دل کو
تم سے مل کر یہ کیا ہوا دل کو

جب وہ جان عالم سامنے تھا تو سب دیکھ دیکھ کے جیتے تھے، اب وہ
سامنے نہیں تو مضطرب و بیچین ہیں۔۔۔۔۔ اب اس کو یاد کر کے جیتے ہیں۔۔۔۔۔

اس کے بیمار کہاں جائیں؟ --- اللہ اکبر!۔

اس نے اپنا بنا کر چھوڑ دیا
کیا اسیری ہے، کیا رہائی ہے!

وہ دیکھو عاشق زار، دلفگار شوق لقا میں کیسا سرمست و سرشار ہے ---
جاں بلب ہے، رفیقہ حیات، غم فراق سے بچپن ہو کر بیساختہ پکارا اٹھی:

واحزناہ! (ہائے افسوس)

مگر وہ جاں نثار کہتا ہے، یہ نہ کہو، یوں کہو:

واطر باہ: (واہ، واہ)

اے جاں بلب آمدہ ہشیار خردار
وہ سامنے ہیں حضرت سلطان مدینہ!

اے میری رفیقہ حیات وصال محبوب کی گھڑی قریب آگئی ہے، یہ غم کا
مقام نہیں، یہ تو خوشی و مسرت کی گھڑی ہے --- ہاں یہ کون عاشق خستہ جاں
ہے؟ --- بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ --- عاشق ہو تو ایسا ہو اور عشق ہو تو
ایسا ہو۔

موت کے آئینے میں تجھے دکھا کر رخ دوست
زندگی تیرے لئے اور بھی دشوار کرے

غم فراق کا اندازہ عاشق کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ تو وہ جو کہتا ہے، کہنے دو۔۔۔۔۔ وہ مستانہ وارد روڈ پڑھتا ہے، پڑھنے دو۔۔۔۔۔ سلام بھیجتا ہے، بھیجنے دو۔۔۔۔۔ خدا کے لئے اس پر فتوے نہ لگاؤ اور اپنی محبت کو رسوا نہ کرو! درود در حقیقت نعت منشور ہے۔۔۔۔۔ عاشقوں نے اپنی تڑپ کو نثر پاروں میں منتقل کر کے جادواں بنا دیا۔۔۔۔۔ ہاں، صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔۔۔۔۔ خطاب براہ راست عاشقوں سے ہے۔۔۔۔۔ تو اگر عاشقوں نے جذبات عشق محبت سے مجبور ہو کر درود و سلام کے گجرے پیش کئے تو کسی کو یہ کیوں بُرا لگتا ہے؟۔۔۔۔۔ اور وہ یہ کیوں کہتا ہے کہ وہی کہو جو محمد مصطفیٰ ﷺ نے کہا ہے۔۔۔۔۔ بظاہر یہ محبت کی بات معلوم ہوتی ہے۔۔۔۔۔ مگر محبت ایسی باتیں نہیں کہلواتی۔۔۔۔۔ وہ محبوب کی تعریف و توصیف سے نہیں روکتی۔۔۔۔۔ وہ تو ذکر حبیب سے خوش ہوتی، ابھارتی اور شوق دلاتی ہے۔۔۔۔۔

مولیٰ تعالیٰ فرما رہا ہے! صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔۔۔۔۔ ہاں اس کی تعریف و توصیف بیان کرو، اس پر سلام بھیجو اور اس طرح بھیجو کہ بھیجنے کا حق ادا ہو جائے۔۔۔۔۔ اور ہم کہتے ہیں اللھم صل علی محمد۔۔۔۔۔ اے اللہ ہم کیا تعریف کریں بس تو ہی تعریف کر۔۔۔۔۔ جتنے بھی درود ماثورہ ہیں، سب مختصر اور منکسرانہ ہیں اور تقریباً تمام درودوں میں حضور اکرم ﷺ نے اپنی تعریف نہیں فرمائی بلکہ ازارہ عجز و انکسار بندے کو مولیٰ تعالیٰ کی طرف متوجہ کیا ہے۔۔۔۔۔ آپ کے منکسرانہ الفاظ کو حجت بنا کر اہل محبت کو تعریف و توصیف سے روکنا، محبت کے سراسر رسوائی ہے۔۔۔۔۔ اور خدا کے آگے اپنا حکم چلانا ہے جو

نہایت ہی بے ادبی و گستاخی ہے۔۔۔۔۔ مسلمان جس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔
 صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، مجتہدین، مفسرین، محدثین، اور بہت
 سے علماء و صلحاء نے اپنے اپنے ذوق اور قلبی واردات کے مطابق درود مبارک
 تصنیف فرمائے جو سب کے سب معانی کے اعتبار سے قرآن و حدیث سے
 مستفاد ہیں۔۔۔۔۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ
 وجہہ الکریم، حضرت زین العابدین، حضرت مصیب بن ورد، حضرت ابن
 مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت حسن بصری، حضرت امام شافعی، حضرت شیخ
 عبدالقادری جیلانی، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت سید احمد رفاعی
 ، حضرت محی الدین ابن عربی، حضرت امام غزالی، حضرت امام رازی، حضرت
 شیخ عبدالغنی نابلسی (رضی اللہ عنہم) وغیرہ وغیرہ بیشمار صلحاء امت نے درود
 شریف تصنیف فرمائے ہیں۔

محرم صادقان ہے تو ، مقصد عارفاں ہے تو
 مرکز چشم اولیاء تیرے سوا کوئی نہیں

شیخ محمد حقی علیہ الرحمہ نے خزینۃ الاسرار میں مختلف النوع چار ہزار اور
 ایک روایت میں بارہ ہزار درود سلام کے مختلف صیغوں کو جمع کیا ہے۔۔۔۔۔ شیخ
 عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے جذب القلوب میں بہت سے غیر ماثورہ
 درود شریف بیان فرمائے ہیں۔ (۱۱۷)

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت شیخ سید

ابوصالح نصر بن شیخ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق بن شیخ محی الدین عبدالقادر
جیلانی رضی اللہ عنہ نے درود پاک پر مشتمل ایک مستقل تصنیف یادگار چھوڑی
ہے۔ جس کا نام ہے:

تنبیہہ الانام فی علو مقام نبینا و سیدنا

محمد علیہ افضل الصلوٰۃ و از کی السلام

یہ کتاب اس نام سے زیادہ مشہور ہے:

شفاء الاسقام و محو الاثام فی الصلوٰۃ علی خیر الانام

فاضل مؤلف حضرت شیخ سید ابوصالح نصر علیہ الرحمہ نے مختلف کتابوں

اور روایتوں سے اس کتاب کو مدون کیا ہے۔ اس کے ۱۷ ابواب ہیں اور ہر

باب حضور اکرم ﷺ کی کسی نہ کسی صفت خاص کا آئینہ دار ہے۔۔۔۔۔ اس کا

انداز کچھ مجموعۃ صلوٰۃ الرسول سے ملتا جلتا معلوم ہوتا ہے ممکن ہے کہ حضرت

خواجہ عبدالرحمن چھوڑی علیہ الرحمہ کے پیش نظر یہ کتاب رہی ہو۔۔۔۔۔

ایک اور بزرگ شیخ نور محمد بن محمد صالح المشہور بہ نارووالہ نے دلیل

الخیرات (۱۳۱۹ھ) کے نام سے ایک کتاب مدون فرمائی جس کے چار حصے

ہیں اور ہر حصہ درود پاک سے مملو۔۔۔۔۔ اور مشہور و معروف مجموعہ:

دلائل الخیرات و شوارق الانوار فی

ذکر الصلوٰۃ علی النبی المختار (۱۱۸)

اور حزب البحر (۱۹۹) کسی تعارف کے محتاج نہیں۔۔۔۔۔ اہل باطن اور

اہل محبت میں جو غیر ماثورہ درود پاک متعارف ہیں ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

الصلوة المشيشسيه ، الصلوة التفر يجيه ، الصلوة المنجيه ،
الصلوة الفاتح ، الصلوة النور الذاتى ، صلوة السعادت ، صلوة
غوثيره ، صلوة چشتيه ، صلوة نقشبنديه ، صلوة خضريه ، صلوة
کماليه ، صلوة حل المشکلات ، صلوة قطب الاقطاب ، درود
مستغاث ، درود اکبر ، صلوة تنجينا ، درود لکھی درود تاج وغیرہ۔

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے المیلاد النبویہ فی
الالفاظ الرضویہ کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے اس کے آخر میں درود و
سلام پر مشتمل ایک طویل نظم ہے جس کا مطلع ہے ۔

الصلوة و السلام علیک یا رسول اللہ
الصلوة و السلام علیک یا نبی اللہ

اس قسم کے ۳۰ اشعار ہیں۔۔۔۔۔ آپ ہی نے زہر الصلوة کے نام
سے درود پاک کی صورت میں اپنا شجرہ طریقت مرتب فرمایا ہے۔ (۱۲۱)
الغرض جدھر دیکھو صلوة و سلام کے سوتے پھوٹ رہے ہیں۔۔۔۔۔ یہ
صلوة و سلام۔۔۔۔۔ یہ مقصود جان جانا۔۔۔۔۔ کہاں کہاں سے نکل نکل کر
آ رہے ہیں؟۔۔۔۔۔ حسن و جمال کا یہ سیلاب کہاں سے امنڈ رہا ہے؟۔۔۔۔۔

عشق و محبت کا یہ پھول، کون کھلا رہا ہے۔۔۔۔۔
 کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا۔؟

بیشک اور بلاشبہ۔

ناز ہے شاہد فطرت کو بھی جس پر ہم دم
 وہ چمن سب ہیں لگائے ہوئے دیوانوں کے

جس طرح عالم نباتات اور عالم حیوانات ہیں، اسی طرح عالم الفاظ و
 حروف ہے،۔۔۔۔۔ کوئی عالم تاثیر سے خالی نہیں۔

عشق ہی عشق ہے جہاں دیکھو
 سارے عالم میں بھر رہا ہے عشق

عالم نباتات کے اپنے خواص ہیں۔۔۔۔۔ عالم الفاظ و حروف کے بھی
 اپنے خواص ہیں۔۔۔۔۔ وہ بھی تاثیر سے خالی نہیں۔۔۔۔۔ جس طرح ایک نسخے
 کے اجزاء پر کبہ الگ تاثیر رکھتے ہیں اور اجزاء مفردہ الگ تاثیر،۔۔۔۔۔ اسی
 طرح حروف مفردہ کی الگ تاثیر ہے، الفاظ مرکبہ کی الگ تاثیر۔۔۔۔۔ جتنا
 زیادہ ماہر و حاذق حکیم ہوگا اتنا ہی زیادہ اس کا نسخہ امراض جسمانی کے لئے مفید
 و مؤثر ہوگا۔۔۔۔۔ اور جتنا بڑا عارف کامل ہوگا اتنا ہی زیادہ اس کے مرتبہ
 الفاظ و حروف امراض روحانیہ کے لئے مفید و مؤثر ہوں گے۔۔۔۔۔

جب عالم نباتات میں حکماء پر پابندی نہیں لگا جاسکتی۔۔۔۔۔ ہر حکیم

اپنے اپنے تجربے اور مشاہدے کے مطابق نسخے ترتیب دیتا ہے پھر عالم الفاظ و حروف میں حکماء روحانی پر کیسے پابندی لگائی جاسکتی ہے، وہ بھی اپنے اپنے روحانی تجربے اور مشاہدے کے مطابق الفاظ و حروف کو مرکب فرما کر دعائیں اور درود سلام مرتب فرماتے ہیں اور ان کے بنائے ہوئے اصول کے تحت ان پر عمل کرنے والے فلاح پاتے ہیں۔۔۔۔۔

صلحاء امت نے ایک نہیں ہزاروں درود شریف تصنیف فرمائے ہیں، اپنے ذوق و شوق کے مطابق سرکارِ دو عالم ﷺ کے حضور نذرانہ عقیدت و محبت پیش کیا ہے۔

کوئی حد نہیں شاید محبت کے فسانے کی
سناتا جا رہا ہے جس کو جتنا یاد ہوتا ہے

اور جب ہم حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوڑوی علیہ الرحمہ کے درود و سلام کی رفعتوں کا مشاہدہ کرتے ہیں تو بیساختہ زباں سے نکلتا ہے۔

دیکھ رندانِ خوش انفاس کہاں تک پہنچے!

ایک عاشق ہندی کا ترانہ عشق سن کر اور روح کو بیدار کر لیں:

کعبے کے بدر الدجی، تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ، تم پہ کروڑوں درود

دل کرو ٹھنڈا مرا ، وہ کف پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا ، تم پہ کروڑوں درود

تم سے جہاں کی حیات ، تم سے جہاں کو ثبات
اصل سے ہے ظل بندھا ، تم پہ کروڑوں درود

وہ شب معراج کا راج وہ صف محشر کا تاج
کوئی بھی ایسا ہوا ؟ ، تم پہ کروڑوں درود

گرچہ ہیں بید قصور ، تم ہو عفو و غفور
بخشد و جرم و خطا ، تم پہ کروڑوں درود

چھینٹ تمہاری سحر ، چھوٹ تمہاری قمر
دل میں اچاء و ضیا ، تم پہ کروڑوں درود

آس ہے نہ کوئی پاس ، ایک تمہاری ہی آس
بس ہے یہی آسرا ، تم پہ کروڑوں درود

سینہ کہ ہے داغ داغ ، کہد و کرے باغ باغ
طیبہ سے آکر صبا ، تم پہ کروڑوں درود

خلق تمہاری جمیل ، خلق تمہارا جلیل
خلق تمہاری گدا ، تم پہ کروڑوں درود

طیبہ کے ماہ تمام ، جملہ رسل کے امام
نوشہ ملک خدا ، تم پہ کروڑوں درود

تم سے جہاں کا نظام ، تم پہ کروڑوں سلام
تم پہ کڑوں ثنا، تم پہ کروڑوں درود

برسے کرم کی بھرن ، پھولیں نعم کے چمن
ایسی چلا دو ہوا، تم پہ کروڑوں درود

کیوں کہوں بیکس ہوں میں کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو، میں تم پر فدا، تم پہ کروڑوں درود

کر کے تمہارے گناہ ، مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو ”دامن میں آ“ تم پہ کروڑوں درود

آسمان کی پہنائیوں سے آواز آئی۔۔۔۔۔صلو اعلیہ۔۔۔۔۔ہاں اس
جان جاں صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور درود کے گجرے پیش کر چکے۔۔۔۔۔اور اب سلام
کے گجرے پیش کرو کہ آواز پر آواز آرہی ہے۔۔۔۔۔وسلموا تسلیما۔۔۔۔۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام	شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
مہر چرخ نبوت پہ روشن درود	گل باغ رسالت پہ لاکھوں سلام
شہر یار ارم تاجدار حرم	نو بہار شفاعت پہ لاکھوں سلام
عرش تافرش ہے جس کے زیر نگیں	اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام
مجھ سے بیکس کی دولت پہ لاکھوں درود	مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام

اس سرتاج رفعت پہ لاکھوں سلام
 کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام
 ان بھووں کی لطافت پہ لاکھوں سلام
 اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام
 اونچی بنی کی رفعت پہ لاکھوں سلام
 ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام
 اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام
 نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام
 ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
 چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
 اس دھن کی طراوت پہ لاکھوں سلام
 اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
 اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام
 یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام
 موج بحر سخاوت پہ لاکھوں سلام
 غنچہ راز وحدت پہ لاکھوں سلام
 اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
 اس کف پاکی حرمت پہ لاکھوں سلام
 اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سرسرواں خم رہیں
 دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
 جن کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
 جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
 نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
 جس کے آگے چراغ قمر جھلملائے
 جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
 چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود
 پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں
 وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
 جس کے پانی سے شاداب جان و جناں
 وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
 جن کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
 حجر اسود کعبہ جان و دل
 ہاتھ جس سمت اٹھابس غنی کر دیا
 دل سمجھ سے وراہے مگر یوں کہو
 کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
 کھائی قرآن نے خاک گزر کی قسم
 جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود
جس کے آگے کھنچی گردنیں جھک گئیں
بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام
اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا!

”مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام!“

امام احمد رضا بریلوی



حواشی

- (۱) محمد امیر شاہ قادری: تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، جلد اول، مطبوعہ لاہور، ص ۱۸۴
- (۲) ایضاً، ص ۱۸۷
- (۳) سید احمد سریکوٹی: مقدمہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول، ص ۹
- (۴-۶) ایضاً، ص ۹-۱۰
- (۷) خواجہ عبدالرحمن چھوروی: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، الجزء الثالثون، ص ۴۷
- (۸) حضرت سید عبداللہ شاہ المشہور بہ "اصحابی" کا شجرہ نسب پندرہویں پشت میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ بغداد سے سندھ تشریف لائے یہاں خاندان سادات میں شادی کر لی اور ٹھٹھہ میں مستقل سکونت اختیار کی، ٹھٹھہ سے کچھ دور مکلی میں آپ کا مزار مبارک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ اورنگ زیب عالم گیر علیہ الرحمہ کے عہد حکومت میں تقریباً ۱۰۶۰ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کے حالات مبارکہ پر حضرت علامہ مولانا محمد امیر شاہ گیلانی مدظلہ العالی نے ایک تذکرہ تصنیف فرمایا ہے جو ۱۹۷۱ء میں پشاور سے شائع ہو گیا ہے۔
- (۹) خواجہ عبدالرحمن چھوروی: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، الجزء الثالثون، ص ۲۶-۳۰
- (۱۰) سید احمد سریکوٹی: مقدمہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول،
- (۱۱) عکس مکتوب گرامی حضرت حافظ سید احمد سریکوٹی علیہ الرحمہ، مرسلہ مولانا تاج محمد صدیقی قادری از پشاور۔
- (۱۲-۱۳) سید احمد سریکوٹی: مقدمہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول، ص ۱۵

- (۱۴) سید احمد سرکیوٹی: مقدمہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول، ص ۱۶
- (۱۵) سید احمد سرکیوٹی: مقدمہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول، ص ۱۷، ۱۸
- (۱۶) تقریر اجلاس دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور ہزارہ، منعقدہ ۱۴ ستمبر ۱۹۶۶ء
- (۱۷) سید احمد سرکیوٹی: مقدمہ صلوٰۃ الرسول، ص ۱۲، ۱۳
- (۱۸) ایضاً، ص ۱۳
- (۱۹) ایضاً، ص ۱۴
- (۲۰) مکتوب مولانا تاج محمد صدیقی مرید حضرت سید احمد سرکیوٹی محررہ، ۲۳ اگست ۱۹۷۷ء، از پشاور
- (۲۱) مکتوب مولانا تاج محمد صدیقی محررہ ۲۳ اگست ۱۹۷۷ء، از پشاور
- (۲۲) سید احمد سرکیوٹی: مقدمہ صلوٰۃ الرسول، ص ۱۱
- (۲۳) مکتوب مولانا تاج محمد صدیقی مرید حضرت سید احمد سری کوٹی، محررہ ۱۹۷۷ء، از پشاور
- (۲۴) مکتوب گرامی حضرت حافظ سید احمد سرکیوٹی، مرسلہ مارچ ۱۹۲۸ء، از رنگون، بنام محمد عبدالعزیز (فوٹو اسٹیٹ مرسلہ مولانا تاج محمد صدیقی القادری از پشاور)
- (۲۵) سید احمد سرکیوٹی: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، ص ۱۱
- (۲۶) سید احمد سرکیوٹی: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، ص ۱۱
- (۲۷) ایضاً، ص ۱۱
- (۲۸) تفضل حق، مختصر رپورٹ شوری رحمانیہ، مطبوعہ رنگون، ۱۹۳۵ء، ص ۲
- (۲۹) ایضاً، ص ۲-۵
- (۳۰) سید احمد سرکیوٹی: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، ص ۳۸
- (۳۱) ایضاً، ص ۲۲
- (۳۲) مکتوب گرامی حضرت حافظ سید احمد سرکیوٹی، بنام محمد عبدالعزیز، محررہ ۱۹۲۵ء، از رنگون
- (۳۳) مکتوب گرامی حضرت حافظ سید احمد سرکیوٹی بنام محمد عبدالعزیز، محررہ ۱۹۲۸ء، از رنگون

- (۳۴) ایضاً، محررہ ۱۹۲۸ء
- (۳۵) سپاس نامہ از تفضل حق اجلاس منعقدہ ۱۹۳۵ء بمقام رنگون مشمولہ بارہ سالہ مختصر رپورٹ انجمن شوریٰ رحمانیہ، مطبوعہ رنگون ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء
- (۳۶) مکتوب گرامی حضرت حافظ احمد سریکوٹی محررہ جنوری ۱۹۲۵ء از رنگون
- (۳۷) مکتوب گرامی حضرت حافظ سید احمد سیکوٹی، محررہ دسمبر ۱۹۲۸ء، بنام محمد عبدالعزیز
- (۳۸) ایضاً، محررہ ۱۹۲۵ء
- (۳۹) ایضاً
- (۴۰)
- (۴۱) مکتوب گرامی حضرت حافظ سید احمد سریکوٹی محررہ ۲۸ مارچ ۱۹۳۱ء از رنگون
- (۴۲) تفضل حق: تقریر اجلاس الوداعی (رنگون) مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۳۵ء، ص ۲
- (۴۳) تفضل حق: رپورٹ انجمن شوریٰ رحمانیہ، ص ۳-۴
- (۴۴) عبدالرحمن چھوڑوی: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، مطبوعہ لاہور ۱۹۵۳ء، ص ۱۲
- (۴۵) کارکنان مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس، لاہور شیخ الہی بخش، محمد جلال الدین نے چار ہزار روپے میں اس کے ایک ہزار نسخے چھاپے۔ طبع اول کے بعض پاروں کی کتابت سجادہ نشین ساہن پال شریف حضرت مولانا شریف احمد شرافت نوشاہی مدظلہ العالی نے فرمائی۔ متعدد پاروں میں بحیثیت کاتب آپ کا اسم گرامی موجود ہے۔ مسعود
- (۴۶) عبدالرحمن چھوڑوی: مقدمہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول، ص ۹
- (۴۷) سید احمد: مقدمہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول، ص ۱۸-۱۹
- (۴۸) عبدالرحمن چھوڑوی: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، باب ۴، ص ۳۵
- (۴۹) سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۵۶
- (۵۰) عبدالرحمن چھوڑوی: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، باب ۱۲، ص ۲۹
- (۵۱)

- (۵۲) ایضاً، باب ۱۹، ص ۱۹
- (۵۳) ایضاً
- (۵۴) عبد الرحمن چھوروی: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، باب ۳، ص ۳
- (۵۵) ایضاً، باب ۶، ص ۱۰
- (۵۶) ایضاً باب ۱۶، ص ۴۱
- (۵۷) ایضاً، باب ۳، ص
- (۵۸) عبد الرحمن چھوروی: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، باب ۱۰، ص ۱۳
- (۵۹) ایضاً، باب ۹، ص ۱۷
- (۶۰) ایضاً، باب ۴، ص ۱۷
- (۶۱) ایضاً، باب ۱۴، ص ۳ و ما بعد
- (۶۲) ایضاً، باب ۱۴، ص ۳ و ما بعد
- (۶۳) عبد الرحمن مجموعہ صلوٰۃ الرسول، باب ۱۴، ص ۳-۱۶
- (۶۴) عبد الرحمن: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، باب ۱، ص ۱۳
- (۶۵) القرآن حکیم، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۶
- (۶۶) الاحزاب، آیت ۶
- (۶۷) الاحزاب، آیت ۲۱
- (۶۸) الاحزاب، آیت ۳۱
- (۶۹) الاحزاب، آیت ۳۲
- (۷۰) الاحزاب، آیت ۳۳
- (۷۱) الاحزاب، آیت ۳۶
- (۷۲) الاحزاب، آیت ۳۷
- (۷۳) الاحزاب، آیت ۴۰

- (۷۴) الاحزاب، آیت ۲۳
- (۷۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آیت شریفہ ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی نازل ہوئی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپ کو اللہ تعالیٰ فضل و شرف عطا فرماتا ہے تو ہم نیاز مندوں کو بھی آپ کے طفیل میں نوازتا ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ مسعود
- (۷۶) الاحزاب، آیت ۵۰
- (۷۷) الاحزاب، آیت
- (۷۸) الاحزاب، آیت ۵۷
- (۷۹) الاحزاب، آیت ۷۱
- (۸۰) الاحزاب، آیت ۵۶
- (۸۱) ٹی. پی. ہیوز: ڈکشنری آف اسلام، لاہور، ص ۵۶۱
- (۸۲) عبدالحق محدث دہلوی: مدارج النبوة، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۵ء، ص ۱۳۷
- (۸۳) ایضاً، ص ۱۳۸
- (۸۴) محمد مظہر اللہ: مواعد مظہری، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۰ء، ص ۱۴۴
- (۸۵) سورۃ التوبہ، آیت نمبر ۲۴
- (۸۶) محمد بن محمد بن محمد الجزری: حصن حصین، کراچی
- (۸۷) عبدالحق محدث دہلوی: جذب القلوب، کلکتہ ۱۲۶۳ھ، ص ۳۶۵-۳۶۷
- (۸۸) ایضاً، ص ۳۶۵/۳۶۷
- (۸۹) ایضاً، ص ۳۶۸
- (۹۰) ایضاً، ص ۳۶۹-۳۷۱
- (۹۱) ایضاً، ص ۳۸۱-۳۸۳
- (۹۲) ایضاً، ص ۳۷۸-۳۷۹

(۹۳) ایضاً، ص ۳۶۵

(۹۴) ایضاً، ص ۳۶۶

(۹۵) ایضاً، ص ۳۶۶

(۹۶) ایضاً، ص ۳۶۷

(۹۷) مسئلہ نور اور سایہ کی تفصیلات کے لئے مندرجہ ذیل تصانیف ملاحظہ فرمائیں:

۱: امام احمد رضا بریلوی، صلاة الصفا فی نور المصطفیٰ (۱۷-۱۳۱۳ھ)

۲: امام احمد رضا بریلوی، قمر التمام فی نفی القسّی عن سید الانام (۱۲۹۶ھ)

۳: امام احمد رضا بریلوی، ہدی الخیر ان فی نفی القسّی عن شمّس الاکوان (۱۲۹۹ھ)

۴: امام احمد رضا بریلوی: تلاؤ الافلاک بجلال حدیث لولاک (۱۳۰۵ھ)

۵: محمد تابش، مولانا: محمد نور، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء

(۹۸) ۱- بخاری شریف و مسلم شریف بروایت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ

ب- فتوحات مکیہ، باب ۶۹، ص ۶۸۴

ج- جواہر البحار، ص ۳۶۳-۳۶۵

(۹۹) بخاری شریف و مسلم شریف بروایت ابو حمید ساعدی

(۱۰۰) ابوداؤد شریف بروایت حضرت ابو ہریرہ

(۱۰۱) مسلم شریف، بحاشیہ ذہبی، جلد اول، ص ۱۵۳

(۱۰۲) کتاب الشفا، ص ۱۹۹

(۱۰۳) امام علی شاہ: مکتوبات شریف، مطبوعہ لاہور ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء، ص ۲۱

(۱۰۴) حافظ شمّس الدین محمد بن عبدالرحمن بن محمد بن ابی بکر سخاوی شافعی (۸۳۱ھ تا

۹۰۲ھ) - القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع، مطبوعہ بیروت،

۱۳۸۲ھ/۱۹۶۳ء

(۱۰۵) شرح سفر السعادة بحوالہ الامن والعلی مؤلفہ امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور، ص ۳

- (۱۰۶) شیخ عبدالحق محدث دہلوی: جذب القلوب الی دیار المحبوب، مطبوعہ کلکتہ
- (۱۰۷) ابوصالح نصر: شفاء الاستقام فی الصلوٰۃ علی خیر الانام، مطبوعہ لاہور
- (۱۰۸) بحوالہ تفسیر قادری مؤلفہ فخر الدین احمد قادری، جلد دوم، مطبوعہ لکھنؤ، ۱۸۷۹ء، ص ۲۷۲
- (۱۰۹) نور الایمان بزیارت آثار حبیب الرحمن مؤلفہ عبدالحلیم فرنگی محلی مترجمہ افتخار احمد قادری مصباحی، مطبوعہ ساھیوال، ۱۹۷۷ء، ص ۱۱۱ (ملخصاً)
- (۱۱۰) ایضاً، ص ۱۱۲
- (۱۱۱) قاضی عیاض: کتاب الشا، ص ۲۸۹
- (۱۱۲) قاضی عیاض: کتاب الشفاء، ص ۳۳۱
- (۱۱۳) ایضاً، ص ۳۳۲-۳۳۳
- (۱۱۶) فعل الخیرات (۱۳۱۸ھ)، مطبوعہ دہلی
- (۱۱۷) عبدالحق محدث دہلوی: جذب القلوب، مطبوعہ کلکتہ
- (۱۱۸) دلائل الخیرات شریف کے مؤلف شیخ ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان علیہ الرحمہ شہر سوس (افریقہ) کے رہنے والے تھے۔ شہر فاس (مراکش) میں تعلیم حاصل کی۔ یہاں حدیث و تفسیر کا درس دیتے رہے، یکم ربیع الاول ۸۷۰ھ میں بمقام سوس وفات پائی۔ ۷۷ برس بعد مراکش کے بادشاہ نے آپ کی نعش مبارک کو سوس سے مراکش کے قبرستان ریاض الفردوس میں منتقل کیا اور ایک عالی شان قبہ بنوایا۔ آپ کی مایہ ناز تالیف تمام عالم اسلام میں مقبول و معروف ہے۔ مسعود
- (۱۱۹) حزب البحر، حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی کی تالیف ہے۔ آپ ۵۵۱ھ میں مراکش میں پیدا ہوئے، عبدالسلام بن مشیش سے علوم باطنیہ کی تعلیم حاصل کی، طریقہ شاذلیہ کے بانی ہیں جس میں بہت سے علماء و محدثین گزرے ہیں۔ پہلے تیونس میں رہے پھر مصر چلے گئے۔ ۶۵۶ھ میں وفات پائی۔ مسعود

(۱۲۰) درود تاج اور دلائل الخیرات شریف پڑھنے سے بعض حضرات منع کرتے ہیں۔

چنانچہ ایک عالم نے درود تاج اور دلائل الخیرات پڑھنا شرک محض اور بدعت سنیہ بتایا اور اس کی تعلیم کو ستم قاتل قرار دیا تو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ نے حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں ایک استفتاء بھیجا جس کے جواب میں مولانا موصوف نے رسالہ الامن والعلی (۱۳۱۱ھ) تصنیف فرمایا اور اس خیال فاسد کو رد فرمایا، یہ رسالہ ۲۶۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی ہر قسم کے درود شریف کو جائز اور موجب اجر و ثواب بتاتے ہیں۔ ملاحظہ کریں المہند علی المہند (۱۳۲۹ھ)، مطبوعہ کراچی، ص ۱۸۔

(۱۲۱) مولوی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی نے بھی اپنا شجرہ طریقت درود پاک کی صورت میں مرتب کیا ہے۔

(۱۲۲) پاک و ہند بلکہ بیرونی ممالک میں بھی یہ سلام ذوق و شوق سے کھڑے ہو کر پڑھا جاتا ہے، اکابرین امت نے صلوة و سلام کھڑے ہو کر پڑھا ہے چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: ”میں خود مولود شریف پڑھتا ہوں اور قیام کرتا ہوں اور ایک روز میرا یہ حال ہوا کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے مگر میں بے خبر کھڑے رہ گیا بہت دیر کے بعد مجھے ہوش آیا، تب بیٹھا۔ مسعود



مآخذ و مراجع

- ۱----- القرآن الحكيم
- ۲----- احمد رضا خاں، امام: صلوة الصفا في نور المصطفى (۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء)
- ۳----- احمد رضا خاں، امام: نفی الفسفی عن انار نبوره كل شئ
- ۴----- احمد رضا خاں، امام: قمر التمام في نفی الفسفی عن سيد الانام
(۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء)
- ۵----- احمد رضا خاں، امام: هدى الحيران في نفی الفسفی عن شمس الاكوان
(۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء)
- ۶----- احمد رضا خاں، امام: تلالاً الافلاك بجلال حديث لولاك
(۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء)
- ۷----- احمد رضا خاں، امام: كنز الايمان في ترجمة القرآن
(۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء)
- ۸----- احمد رضا خاں، امام: حدائق بخشش، جلد اول و دوم
(۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء)
- ۹----- احمد رضا خاں، امام: نهج السلامه في تقبيل الابهامين في الاقامة

(۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء)

- ۱۰۔۔۔۔۔ احمد رضا خاں، امام: المیلاد النبویہ فی الالفاظ الرضویہ، لاہور
- ۱۱۔۔۔۔۔ احمد رضا خاں، امام: اقامۃ القیامہ (۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء)، لاہور
- ۱۲۔۔۔۔۔ احمد رضا خاں، امام: الامن والعلی (۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء)، لاہور
- ۱۳۔۔۔۔۔ احمد سرہندی شیخ: مکتوبات شریف، کراچی
- ۱۴۔۔۔۔۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (م ۲۷۵ھ): ابوداؤد شریف
- ۱۵۔۔۔۔۔ ابوصالح نصر: شفاء الاستقام ومحوالاثام فی الصلوٰۃ علی خیر الانام، لاہور
- ۱۶۔۔۔۔۔ الآلوسی، محمود بن عبداللہ المفسر (م ۱۲۷۰ھ): تفسیر روح البیان
- ۱۷۔۔۔۔۔ الامام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ): المسند
- ۱۸۔۔۔۔۔ البخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسمعیل (م ۲۵۶ھ): بخاری شریف
- ۱۹۔۔۔۔۔ البیہقی، ابوبکر احمد بن الحسین (م ۲۵۸ھ): السنن الکبریٰ
- ۲۰۔۔۔۔۔ الترمذی، الامام الحافظ محمد عیسیٰ (م ۲۷۹ھ): الجامعہ الصحیح
- ۲۱۔۔۔۔۔ الدارمی، ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن السمرقندی (م ۲۵۵ھ): کتاب السنن۔
- ۲۲۔۔۔۔۔ الزرقانی، ابو محمد عبداللہ، محمد بن عبدالباقی بن یوسف (م ۱۱۷۰ھ):
- شرح مواہب اللدنیہ
- ۲۳۔۔۔۔۔ القشیری، ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن (م ۳۶۵ھ): مسلم شریف
- ۲۴۔۔۔۔۔ النسائی، الحافظ احمد بن علی (م ۳۰۳ھ): کتاب السنن
- ۲۵۔۔۔۔۔ انور شاہ کشمیری: فیض الباری شرح صحیح البخاری، جلد اول

- ۲۶----- امام علی شاہ سید: مکتوبات شریف، لاہور ۱۹۴۰ء
- ۲۷----- بہزاد لکھنوی: درمان غم، کراچی
- ۲۸----- تفضل حق: مختصر رپورٹ انجمن شوریٰ رحمانیہ، رنگون (۱۹۳۶ء)
- ۲۹----- حسین احمد: الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب، دیوبند
- ۳۰----- خلیل احمد انبیٹھوی، المہند علی المہند (۱۳۲۹ھ) کراچی
- ۳۱----- سید احمد سریکوٹی، حافظ: مقدمہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول، لاہور
- ۳۲----- سلیمان بن عبدالوہاب: الصواعق الالہیہ فی الرد علی الوہابیہ
، استانبول (۱۹۷۵ء)
- ۳۳----- محمد بن محمد بن محمد بن الجزری، حصن حصین، کراچی
- ۳۴----- شمس الدین محمد بن محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر سخاوی شافعی: القول
البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع، بیروت (۱۹۶۳ء)
- ۳۵----- شجرۃ عالیہ قادریہ حافظیہ، لاہور (۱۹۷۴ء)
- ۳۶----- عبدالحق محدث دہلوی، شیخ: مدارج النبوة (جلد اول ترجمہ اردو)
کراچی (۱۹۷۵ء)
- ۳۷----- عبدالحق محدث دہلوی، شیخ: جذب القلوب الی دیار المحبوب، کلکتہ
(۱۸۴۵ء)
- ۳۸----- عبدالحکیم شرف قادری، مولانا: سوانح سراج الفقہاء، لاہور ۱۹۷۲ء
- ۳۹----- عبدالحکیم فرنگی محلی، مولانا: نور الایمان بزیارت آثار حبیب الرحمن،
ساہیوال (۱۹۷۷ء)

- ۴۰---- عبد الرحمن چھوروی، خواجہ: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، چھور شریف
- ۴۱---- عبد السمیع، مولانا: انوار ساطعہ، مراد آباد (۱۸۸۹ء)
- ۴۲---- عبد القادر جیلانی، شیخ: فعل الخیرات، دہلی (۱۹۰۰ء)
- ۴۳---- عیاض، قاضی: کتاب الشفافی حقوق المصطفیٰ، لاہور ۱۹۱۴ء
- ۴۴---- فخر الدین احمد حنفی رزائی: تفسیر قادری، جلد دوم لکھنؤ (۱۸۷۹ء)
- ۴۵---- محمد اختر: معارف مثنوی، حیدر آباد، سندھ
- ۴۶---- محمد امیر شاہ گیلانی، مولانا سید: تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، جلد اول
لاہور (۱۹۶۳ء)
- ۴۷---- محمد امیر شاہ گیلانی، مولانا سید: تذکرہ علماء مشائخ سرحد، جلد دوم،
لاہور (۱۹۷۲ء)
- ۴۸---- محمد امیر شاہ گیلانی، مولانا: تذکرہ شاہ عبداللہ المشہور بہ ”اصحابی“
پشاور (۱۹۷۱ء)
- ۴۹---- محمد تابش قصوری، مولانا: محمد نوژ، لاہور (۱۹۷۳ء)
- ۵۰---- محمد سعید شبلی، مولانا: احسن الکلام فی فضائل الصلوٰۃ والسلام، لاہور
(۱۹۷۶ء)
- ۵۱---- محمد سلیمان سلمان منصور پوری: رحمۃ للعالمین، جلد سوم، لاہور
- ۵۲---- محمد عبدالملک، مولانا: حسن الجردہ فی شرح قصیدۃ البردہ، لاہور
(۱۹۷۶ء)
- ۵۳---- محمد مظہر اللہ: مواہظ مظہری کراچی۔ ۱۹۷۰ء

- ۵۴----- محی الدین ابن العربی، شیخ: فتوحات مکیہ
 ۵۵----- نور محمد صالح: دلیل الخیرات (۱۳۱۹ھ) دہلی
 ۵۶----- ولی الدین خطیب: مشکوٰۃ المصابیح، دہلی (۱۸۹۲ء)
 ۵۷----- یوسف بن اسمعیل نبھانی، شیخ: جواہر البحار فی فضائل النبی المختار
 جلد اول، لاہور (۱۹۷۵ء)

(فہرست اخبارات، خطبات، مکتوبات وغیرہ وغیرہ)

- ۱..... اپیل انجمن شوریٰ اسلامیہ رحمانیہ ہری پور، راولپنڈی
 ۲..... تعارفی کتابچہ دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور
 ۳..... خطاب صدر پاکستان محمد ایوب خاں، راولپنڈی
 ۴..... خطبہ صدارت الحاج خان عبدالرحمن (سفیر پاکستان متعینہ افغانستان)،
 راولپنڈی (۱۹۶۰ء)
 ۵..... رپورٹ مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور
 ۶..... سپاس نامہ بگرامی خدمات الحاج خان عبدالرحمن خاں، راولپنڈی (۱۹۶۰ء)
 ۷..... مکتوب شریف حافظ سید احمد سرکیوٹی، محررہ ۱۹۲۸ء، از رنگون، برما
 ۸..... مکتوب شریف حافظ سید احمد سرکیوٹی، محررہ مارچ، ۱۹۲۸ء، از رنگون
 ۹..... مکتوب شریف حافظ سید احمد سرکیوٹی، محررہ دسمبر ۱۹۲۸ء، از رنگون

- ۱۰.....مکتوب شریف حافظ سید احمد سرکیوٹی، محررہ مارچ ۱۹۳۱ء، از رنگون
- ۱۱.....مکتوب شریف حافظ سید احمد سرکیوٹی، محررہ ۱۹۳۵ء، از رنگون .
- ۱۲.....مکتوب شریف حافظ سید احمد سرکیوٹی، محررہ جنوری ۱۹۳۵ء، از رنگون
- ۱۳.....مکتوب شریف حافظ سید احمد سرکیوٹی، محررہ ۱۹۲۴ء، از رنگون
- ۱۴.....مکتوب گرامی مولانا تاج محمد صدیقی محررہ ۲۷ مئی ۱۹۷۷ء، از پشاور
- ۱۵.....مکتوب گرامی مولانا تاج محمد صدیقی محررہ ۲۷ جولائی ۱۹۷۷ء، از پشاور
- ۱۶.....مکتوب گرامی مولانا تاج محمد صدیقی محررہ ۲۳ اگست ۱۹۷۷ء، از پشاور
- ۱۷.....مکتوب گرامی مولانا محمد یوسف محررہ ۲۵ جون ۱۹۷۷ء، از ہری پور، ہزارہ
- ۱۸.....وطن (اخبار) شمارہ ۷/ جنوری ۱۹۷۷ء، پشاور

